۳۵۸۴

وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ
فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ
عَنْهُ فَانْتَهُوا

الحمد بعد علی احسانہ کہ رسالہ ہذا مسمی بہ

رسالہ

نظام الملۃ ودافع العلۃ

مؤلفہ

جناب مولوی سید حیدر علی صاحب جالیسری

حسب فرمایش

شیخ محی الدین صاحب تاجر کتب امرتسر

مطبع محمدی لاہور میں باہتمام الہ دین معروف دتو کے چھپا ۱۲۸۸

قیمت ۳/ فی جلد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله الذی ہدانا سواء الطریق وانزل الینا نور آیة الاقتداء بالیقین والصلوٰۃ
علی رسولہ محمد الذی ہو المطاع بالتحقیق وآلہ واصحابہ الذین ہم الاتباع
حقیق۔ بعد ازین جب اس عصر مین شوق گفتگو لوگون مین زیادہ عمل سے پیدا ہوا اور جلوہ فروشی اور دم نام آوری
امرا کے روبرو آخر مدعا ٹھیرا یہانتک کہ اگر کوئی خدا پرست ایک کام کو بدعت اور شرک کہی تو وہ واسطے اپنی
نام آوری کی اسکی ضد کے لئے لوگون مین اسکا نام سنت اور توحید رکہتا ہے اور ہر طرح کے شبہات اور مغالطون
سے لوگونکو بہکاتا ہے اور اسی قسم سے انہین دنون ایک مسئلہ تقلید ہلی مجتہدون کا ہے کہ ایک لوگ اسکو لازم اور واجب
جانتے مین مثل ضروریات دین کے اور پہر بعض انمین سے اتباع کسی ایک چار مجتہدون سے کہتے مین اور بعض
ہر ایک کی تقلید روا رکہتے مین لیکن جب ایک مسئلہ مین کسی کی تقلید کی تو پہر اوسمین دوسرے کی تقلید درست
نہین اور ایک قوم کہ تقلید سے ایک مسئلہ مین واجب کرتی مین تقلید تمام مسائل مین اور اس اعتقاد والے
اگرچہ گرفتار محرمات اتفاقی امت کے ہون مثل شراب خوری اور امرد پرستی اور جہوٹی گواہی کافرون کے مسلمانون پر
اور میراث دلوانے کافرون کے آئین کے موافق تو بہی بہتر مین اور حنفیت سے باہر نہین اور وہ کہ ان معصیتون سے
بچتے مین لیکن تقلید کسی مجتہد معین کو اپنے اوپر لازم نہین جانتے انکو بد عقیدہ اور لا مذہب

کہتے مین اور نہین فرماتے اس آیت مین وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ یعنے
مت پکارو ایکدوسرے کو برا نام لیکر اچھا نہین نام فسق کا بعد مسلمان ہونے کے یا یہہ داخل مین اس
حکم مین جیسا فرمایا ہی اہل کتاب سے أَمْ لَكُمْ أَيْمَانٌ عَلَيْنَا بَالِغَةٌ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ إِنَّ
لَكُمْ لَمَا تَحْكُمُونَ یعنی کیا تمنی عہد کرلیا ہے ہمسی کہ قیامت تک واسطی تمہاری ہی جو کچھ
حکم کرو سو بموجب کہنے انکے پیدا ارحق طلب کے جواب بعضی شبہون کے اور نقل چند اقوال معتمد کی کتب
معتبرہ سے عدم وجوب تقلید مجتہد معین پر کہ واجب کہنے والے اسکے بہی انکو مانتے مین جمع کر دیے گئے
مین اور نام جمع کرنے والے ان اقوال کا کہ ایک بڑا فاضل محقق اور علامہ مدقق پیرو سنت رسول رب العلمین
اور مٹانیوالا بدعات دین متین کا ہے اسواسطے یہان نہین لکہا گیا کہ قبول کرنا بات کا باعتبار دلیل
کے ہی کچھ کہنے والے کے اعتبار پر اور اس تقریر اور تحریر سے کچھہ شہرت اور نام اوری منظور نہین ہے
بلکہ ایک مقدمہ دین کا امر بالمعروف کے طور پر واسطے ہدایت عوام اور نہ جاننے والون حق طلبکے بیان کیا جاتا ہے
اور آگے اللہ ہدایت دے جسکو چاہے وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ اور نہین لازم ہمپر مگر
کہدینا کہولکر پس جاننا چاہیے کہ پہنچنا کمالات بشری کو نہین حاصل ہوتا مگر اتباع نبی اُمّی سے اور وہ
نہین ہو سکتا مگر بعد جاننے حدیث کے اور فرمایا ہے پیغمبر خدا نے کہ ہمیشہ رہیگا ایک طایفہ منصور میرے
امت سے کہ نہ ضرر دیگا انکو جو رسوا کیا چاہیے انکو قیام قیامت تک پہر پوچہی گئی امام احمد حنبل
اس حدیث سے پس فرمایا اگر نہو تا یہہ طایفہ منصورہ اصحاب حدیث کا تو نہین جانتا مین کہ وہ کون ہے
ہوتی اور فرمایا ہی پیغمبر خدا نے ایک حدیث کسی سیکہی سے بہتر ہی تمام دنیا اور جو کچھہ اسمین ہی چاندی اور سونے
اور فرمایا حضرت نے الٰہی رحم کر میری خلیفون پر کہا آدمی نے کون مین خلیفہ آپکے یا رسول اللہ کہا
وہ جو آوینگے میرے بعد اور روایت کرینگے حدیثین میری اور سنت میری اور سکہاوینگے لوگون کو
اور کہا سفیان ثوری نے کہ تم بہت پڑھو حدیث کہ یہہ سلاح ہی مسلمانون کا اور کہا امام اوزاعی نے

مقدم حنبل کے سمجھنا ہی حدیث کو اور بر کہنا اور کہا داؤد نے کہ جو نہ پہچانے صحیح اور سقیم حدیث کو وہ نہیں
ہی عالم جیسا کہ صاحب ہدایہ نے بہت سی حدیثیں منسوخ اور موضوع لکھکر رکھی ہیں جیسی حدیث طلق کی امام کے
قول کی سند میں دیکھ لے تخریج ہدایہ میں جسکا جی چاہی اور کہا شعبہ نے کہ جو علم کہ نہیں اسمیں حدثنا اور اخبرنا
وہ بیہودہ ہی اور کہا یزید بن زریع نے کہ سوای اس دین کے اصحاب الاسناد ہیں اور کہا سفیان
نے کہ جو کوئی طلب کرتا ہی حدیث اسکی مونہہ پر تر و تازگی ہوتی ہے حضرت کی دعا کی موافق نَضَّرَ اللّٰہُ امْرَأً
سَمِعَ مِنَّا حَدِیْثًا فَبَلَّغَہٗ اور اسطرح کسی قیاسی مسئلہ کے لئے نہیں فرمایا بلکہ مسند دارمی میں بہت
حدیثیں اور آثار اس بات کی مدح اور مذمت میں ہیں کہ پہلے واقع ہونے سے ان مسئلوں کے بنایا کرے
دیکھ لے جسکا جی چاہے اور کہا حفص نے اپنی بیٹی عمر کو کہ کبھی حقارت سے نہ دیکھو اصحاب حدیث کی طرف اور جو کچھ
انمیں رائج ہی سب بہتر ہی دنیا اور ما فیہا سے اور کہا احمد ابن سنان نے کہ نہیں دنیا میں کوئی بدعتی
مگر بغض رکھتا ہی اہل حدیث سے اور جب بدعتی ہو جاتا ہی کوئی تو چھین لیجاتی ہی اسکے دل سے حلاوت حدیث
کی اور کہا ابو نصر فقیہ نے کہ کوئی چیز ثقیل اور مبغوض تر نہیں ہیں ملحدوں پر سننے سے حدیث کی اور روایت کرنی
اسکی سے اور کہا حاکم نے کہ یہی حال ہی ہر زمانہ میں کہ جو کوئی ہوتا ہی ملحد یا بدعتی تو وہ نہیں دیکھتا اس

حاکم اسی کہتے ہیں جو تمام
حدیثیں کو حضرت سے
مروی ہیں سب جانے
کما قال الجزری

طایفہ کی طرف مگر حقارت سے اور اسیطرح اس زمانہ کی بعضی مقلد ہیں کہ حقیر جانتے ہیں اور حقارت بیان کرتی ہیں
بخاری اور مسلم جیسی محدثوں کی اپنی مجلسوں میں اور کہا شیخ ابو بکر احمد فقیہ نے مناظرہ کیوقت ایک شخص سے
کہ حدثنا فلان پس کہا اس شخص نے کہ کب تک کہیگا حدثنا پس کہا شیخ نے دور ہو ای کافر پس نہیں
درست تجھکو کہ آوے میرے گھر میں نہیں کہا میں نے کبھو اسطرح سوا اس شخص کے پس اب چاہی کہ سوچیں
اپنے دلمیں مقلد نہ ماننے والی حدیث صحیح کی اور انکار کرنیوالی روایات حدیث کی مقابل رائے امام میں
آیا یہ لوگ ہیں مصداق ان اقوال اکابر علما کی یا عمل کرنیوالی حدیث پر سچ جو لوگ کہتی ہیں کہ بی تقلید
ایک شخص کے کام نہیں چلتا اور بیان اسکا یوں کرتی ہیں کہ عمل کرنیوالا قرآن اور حدیث پر پہلا یہ پہلے

تو معنی قرآن شریف کے کیونکر سمجھے گا اور حال حدیث کی صحیح اور موضوع ہونیکا اور تحقیق روایت کی
کسطرح بہم پہونچاویگا اور دو حدیثون اور آیتون متعارض مین کسپر عمل کریگا پس تعجب ہے کہ خدا تعالے
قرآن مین خود فرماتا ہی قُرْآناً عَرَبِیّاً غَیْرَ ذِی عِوَجٍ لَعَلَّهُمْ یَتَّقُونَ وَاَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِہٖ
الْکِتَابَ وَلَمْ یَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجاً وَلَقَدْ اَنْزَلْنَا اِلَیْكَ اٰیَاتٍ بَیِّنَاتٍ یعنی اتارا ہمنے قرآن عربی زبان
کہ جسمین کچھ کجی نہین اور نازل کی ہمنے اپنے بندے پر کتاب سیدہا بیان اور نازل کین ہمنے طرف
تیری آیتین روشن بیان اور قرآن وہ کلام فصیح ہی کہ بڑے بڑے فصیح اور بلیغ عرب کے اسکے مثل
ایک سطر بھی نہ لا سکی اور کلام فصیح اسیکو کہتی ہین کہ جسمین کوئی لفظ ثقیل خلاف محاورہ زبان اور کوئی
ترکیب غیر مروج اور اشکال معنوی نہو اور موافق ہو مقتضائی حال کے اور اشکال معنوی اور خلاف محاورہ
زبان کو غیر فصیح کہتے ہین جیسا کہ تمامی کتب علم فصاحت مین لکھا ہی پس جب ثابت ہوا کہ قرآن کلام
فصیح ہی اور روشن بیان پہر عربی زبان سمجھنے والا کہ ہدایہ اور کنز الدقایق سمجھتا ہے معنی قرآن کے کیونکر
نہ سمجھیگا اور ایسا کلام کہ سوائی دو چار آدمیون خاص کے سو بہی ایک زمانہ مین کوئی اور نہ سمجھ سکتا ہو تو قسم
کلام غیر فصیح سے ہی اور غیر فصیح بولنے والا باوجود قدرت فصاحت کے احمق گنا جاتا ہے اور بسبب عدم
قدرت کے عاجز اور یہہ دونون باتین باریتعالے کے ساتھ موجب کفر مین محفوظ رکھی خدا ایسا کلام کہنے سے اور جب
سوائی ائمہ اربعہ اور چند مفسرین کے کوئی اور معنی قرآن کے نہ سمجھ سکتا ہو تو لازم آتی ہے خدا کیطرف سی ایک
تکلیف مالا یطاق کہ جسکی خود قرآن مین جا نفی فرماتا ہی لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْساً اِلَّا وُسْعَهَا یعنے
نہین تکلیف دیتا خدا کسیکو مگر اسکی طاقت کے موافق اسلئی کہ کتاب بہیجی ایسی کہ ہم سمجھ نہین سکتے اور
حکم کیا اِتَّبِعُوا مَا اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ مِنْ رَبِّکُمْ یعنے پیروی کرو اس چیز کی کہ بہیجی گئی ہے تمہاری
تمہاری ربکیطرف سی اور جب اس زمانہ مین کوئی خواص و عوام سے معنی قرآن کے نہ سمجھ سکتا ہو تو قرآن کیا
معاذ اللہ پہیلیان یا معمے ٹہیری اور پہچاننا حدیث تینون قسم صحیح اور حسن اور ضعیف کا اٹھارہو

قسمون کمیت اور ضعیف کا معہ بارہ قسمون ویکیگی جیسا کہ کتب اصول مین لکھا ہے موقوف ہی تحقیق رواۃ
اور حال سند پر جو شبہ کہ عمل کرنیوالون حدیث پر مقلدین آئمہ بسبب اپنے کم مایہ علمی کے وارد کرتی ہین
وہ خود اونپر وارد ہوتی ہین اسلئے کہ جیسی صحت حدیث کے لئے سند رسول اللہ تک پہنچانی چاہئیے ویسی
ہی ہر مقلد کو سند روایت فقہہ کے اپنی امام تک پہونچانی ضرور ہی خصوصاً حنفیون کو کہ وفات
حضرت امام اعظم کے بعد ڈیڑھ سے برس کی ہی ہجرت سی نہین تو کیونکر معلوم ہو کہ یہہ قول امام کا ہے یا
اور کسیکا اور سند حدیث کی اس زمانہ مین بہ نسبت سند روایت فقہہ کے بہت آسان ہے اسلئے کہ علماے
محدثین نے کہ مشکور کرے اللہ سعی انکی تمام حدیثونکو کس کس تحقیق اور سند سے جمع کیا اور موضوعات
کو جدا کر لیا چنانچہ موضوعات ابن جوزی اور مجد الدین فیروزآبادی وغیرہ مشہور ہین اور کتابین
اسماء الرجال احوال رواۃ مین کس جانفشانی سے لکھی گئین جیسے کہ معرفت ثقہ راویون مین کتاب
ابن حبان کے اور ضعیفون مین کتاب بخاری اور نسائی اور عقیلی اور ان دونون مین کتاب تاریخ بخاری اور ابن
ابی خیثم اور کتاب جرح اور تعدیل ابن ابی حاتم کی اور معرفت وطنون اور شہرون راویون کی مین کتاب طبقات
ابن سعد کی اور معرفت مبہم نامون مین کتاب عبد الغنی ابن سعید اور خطیب کے اور اکمال ہی اور معرفت طبقات
راویون مین کتاب طبقات ابن سعد کی پس جو شخص عربی کلام سمجھتا ہی ان کتابون سے سب طرح تحقیق
رواۃ کر سکتا ہی اور واسطے تحقیق حال راویون صحاح ستہ کی تقریب التہذیب ان سب باتونمین
بہت مختصر اور کافی ہی بخلاف روایت فقہہ کے کہ اُسکے راویون کا حال کہین ایسا مضبوط نہین
پہر اب تحقیق کرنیوالیکو تحقیق روایت حدیث کی آسان ہی بہ نسبت روایت فقہہ کے اور یہہ شبہہ
مقلدین کا عمل کرنیوالون حدیث پر بسبب قلت تدبر اور توغل علم حدیث کے نہ پایا باقی رہا شبہہ اختلاف روایات
حدیث کا کہ جب دو حدیثین مختلف ہون معنون اور حکم مین تو اب عمل کرنیوالی حدیث رسول اللہ پر
کیونکر عمل کرینگے اور یہہ شبہہ بعینہ وارد ہوتا ہی مقلدونپر بہی اسواسطے کہ اکثر امام اعظم رحمہ سے دو دو

تین تین روایتین مختلف ایک مسئلہ خاص مین منقول مین جیسی کہ لکھا ہی صاحب ہدایہ نے حکم پانی مستعمل مین
کہ روایت کی امام محمد نے امام سے کہ پانی مستعمل طاہر ہی مطہر نہین اسلئے کہ پانی پاک بدن پاک سے جب لگا تو ناپاک
کیون ہونے لگا لیکن اسلئے اس نے استعمال کیا تہا واسطے ثواب کے یا رفع حدث کے تو مطہر نرہا اور روایت
کی حسن نے امام سے کہ نجس ہے نجاست غلیظہ کر اور روایت کی ابو یوسف نے امام سے کہ نجس ہے نجاست خفیفہ
کر اور نبیذ زبیب ایک روایت مین نجاست غلیظ ہی اور ایک روایت مین خفیفہ اور دودہ گہوڑون کا جب ٹپکا یا گیا
تو حرام ہوتی ہے منی والی پر جسکا دودہ غالب ہوا ابو یوسف کے نزدیک اور امام محمد اور زفر کے نزدیک دونو
حرام ہو جاتی مین اور حضرت امام اعظم سے اسمین دو روایتین مین اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت روایت محیط
اور جامع صغیر اور کنز مین ہی کہ اللہ اکبر کہی اور روایت ہدایہ مین سمع اللہ لمن حمدہ اور قاعدہ اولے
واجب ہے ہدایہ کی روایت مین اور سنت ہے ذخیرہ مین چنانچہ لکھا ہے در مختار مین اور شرح وقایہ مین ہے
کہ فیصلہ قاضی کا اپنی رائی کے خلاف اگر بہولے سے ہے تو نافذ ہوگا اور اگر جانکر ہے تو اسمین امام سے
دو روایتین مین پس اب متبع رای ابو حنیفہ رح کا کس پر عمل کرے اور کم ہی کوئی باب فقہہ کا کہ خالی
ہو اختلاف روایات سے چنانچہ خوب جانتے مین اسکو پڑہنے والی فقہہ مثل ہدایہ اور در مختار اور
کنز کے پس اختیار کیا تہا اتباع رای ایک شخص معین کا سہولت کے لئے اور وہ ایک نیا پیدا کرنا مشکل
کا ہی دین مین پس جانا چاہی کہ جسکو یہہ مختلف سمجہتی مین اور ظاہر مین ایک دوسری کی ضد معلوم
ہوتا ہی یہہ سبب اپنی قصور فہم اور قلت تدبر سے ہی ورنہ شارع کیطرف سے خاص ایک بات مین
دو حکم کہ علی سبیل الاختیار نہون کیونکر صادر ہون کہ یہہ ایک تکلیف مالا یطاق ہی کہ ایک خبر کو
ایک وقت مین کرو اور نہ بہی کرو لَا یُکَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا پس اب حقیقت مین شارع
کی طرف سے نہین ہونیگا مگر ایک حکم زیادہ علی سبیل الاختیار اور نقل ہے جواہر الاصول مین کہ کہا
ابن خزیمہ نے لَا اَعْرِفُ صَحِیْحَیْنِ مُتَضَادَّیْنِ فَمَنْ کَانَ عِنْدَهٗ فَلْیَاْتِنِیْ لِاُؤَلِّفَ بَیْنَهُمَا

یعنے نہین جانتا مین کوئی سی دو حدیثین صحیح کہ متضاد ہوون پس اگر کسیکے پاس ہون تو لاوے
کہ توفیق کر دون مین ان مین پس ایسے کسیکو فہم صحیح اور علم کے اختلاف اور تعارض معلوم ہو
دو حدیثون مین تو چاہیے کہ رجوع کرے طرف رسالہ ابن قتیبہ اور مختلف الحدیث کی کہ بیان کیے ہین
اسمین اسنے قاعدے توفیق اور جمع کر لینے دو حدیثون مختلف کے اور توفیق دیے اکثر حدیثون مین
اور جو کوئی یاد کر لے وہ قاعدے تو کچھ مشکل نہین ہے تجھ سے مگر شاید کہین اور متاخرین مین
شاہ ولی اللہ صاحب نے واسطے دفع تعارض اور سمجھنے معنے حدیث کے حجت اللہ البالغہ مین ناسخ
منسوخ کے بہت سے فایدہ اور عجیب قاعدے بیان کئے ہین اور اگر ممکن نہو کی توفیق ان دونون مین اور معلوم
ہوا ایک ناسخ ساتھ فرمانے پیغمبر خدا کے جیسے حدیث نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ مین یا صحابی
کے کہنے سے کان آخر الامرین من رسول اللہ ترک الوضوء مما مست النار رواہ ابو داؤد یا جانے
تاریخ سے جیسے حدیث طلق کی روایت ابو ہریرہ سے کہ اسلام ابو ہریرہ رض کا بعد آنے طلق کے واقع ہے
یا سمجھا نے اجماع سے جیسے حدیث قتل شارب الخمر فی الرابعہ تو عمل کرے ناسخ پر اور اگر دیکھے رسالہ
ابو بکر حازمی کا ناسخ اور منسوخ مین کہ بیان کئے ہین اس نے اسمین پچاس وجہین ترجیح کی اور
ترجیح دی بہت حدیثون کو ایکدوسرے پر ان اصول کے موافق پھر ترجیح دے ہی ان اصول کے
موافق اگر نہ پاوے بعینہ اسمین اور اگر کوئی منصف بنظر تحقیق دیکھے تو عبارت حدیث کی لاکھہ درجہ
عبارت متون فقہہ مثل وقایہ اور کنز اور ہدایہ کے آسان ہے اور اگر کہین کسیکو مشکل معلوم ہو تو مشارق الانوار
قاضی عیاض واسطے شرح اور معلوم ہونے مطالب صحیح بخاری اور مسلم اور موطا کی کافی ہے اور جامع الاصول
ان صحاح ستہ کی لئے اور مجمع البحار واسطے تحقیق کرنے معانی تمامی کتب حدیث کے اور شرح امام نووی
واسطے صحیح مسلم اور معالم السنن خطابی کیواسطے شرح ابو داود کی اور معانی الآثار طحاوی کی اور تمہید کا
ابن عبد البر کی چنانچہ شاہ عبد العزیز صاحب نے لکھا ہے کہ اگر کوئی یہہ کتابین اون لوگون کی دیکھ لے

تو تشویشین اور تکلفات رکیکہ متاخرین کی بالکل زایل ہوجاتی ہین اور یہہ سب قسم تحقیق سند
اور معنی حدیث سے ہی نہ قسم تقلید سے اسواسطے کہ تقلید اعتماد کرنا ہی کسی ثقہ کے قول پر بے دلیل پوچہی
اور سمجھنے کی جیسکہ توضیح مین ہے اور اگر تقلید ہے تو کسی شخص معین کی نہین بلکہ جسکو حق
گو اور سچا جانا خواہ بخاری ہو خواہ مسلم اسکی بات پر عمل کیا اور اب اگر حقیقت مین دیکھی تو بہلا
اور صحیحین کے حدیثین اور آثار ایسی کمال صحت کو پہونچ چکی ہین کہ ادنیٰ موضوع تو کیا ضعیف تک بہی
کوئی نہین کہتا اور آج تک کسی پرکہنی والی حدیث کی لی اسپر کہین جرح اور قدح نہین کہا اللہ جزا
دے ان محدثین کو اس سعی کی پہر اب عمل کرنیوالے کو ان کتابون کی حدیث کو کچہہ تحقیق کرنا ضرور نہین
ہے چنانچہ جواہر الاصول مین لکھا ہی کہ صحیح سات قسم ہی اول وہ حدیث کہ بخاری اور مسلم جسپر متفق
ہون اور پہر وہ جو بخاری مین ہو اور پہر وہ جو مسلم مین اور پہر وہ جو شرط بخاری اور مسلم پر اور مثل اسکی اعتبار
روایت حضرت امام اعظم مین حنفیون نے ہدایہ سمجہہ کہا ہے باوجود اسکے کہ اسمین روایت سند کی امام اعظم تک
نہین ہے اور اکثر حدیثین جو بیان کین ہین بے سند ہین وہ موضوع ہین جیسکہ تخریج ہدایہ مین لکھا ہے
تحقیق کر کے کتب موضوعات محدثین سے اور جاننا چاہی کہ اگر موضوع جانکر اسکو بے سند پکڑا ہے تو بہت
بڑا مقام خوف کا ہے اسواسطے کہ فرمایا ہے پیغمبر خدا نے من کذب علی متعمدا فلیتبوء مقعدہ
من النار اور یہہ حدیث بہت صحیح اور متواتر ہے یعنے جو جہوٹ بولی مجہپر جانکر پس ٹہکانا سمجہے اپنا
دوزخ اور اصول حدیث مین لکھا ہے کہ روایت موضوع کی حرام ہی خصوصا سند پکڑنا اور عمل کرنا اسپر
اغوا کرنا ہے لوگونکا سیدہ راہ سی اور عمل کرنیوالا اسپر بعد جاننی کے فاسق ہے اور واجب ہے اظہار
کرنا اسکا اور حرام ہے چہپانا اسپر جیسا کہ لکھا ہی جواہر الاصول مین اور اگر علم نہ تہا اسکے موضوع ہونیکا
تو بیشک خطا ہوئی اور کیا خوب مقلد ہین کہ اپنی ایسی علما کی کہ جنکو اتنک موضوع اور صحیح کی خبر نہین
انکی تقلید کرتی ہین اور انکی لکہی پر بے دلیل اور بے تحقیق سند بے تامل عمل کرتے ہین اور باوجود

ظاہر ہوتا ہے حال اُس حدیث کے اُسیکو سند جانتی ہین اور عمل کرتے ہین اور اُسپر عمل کرنیوالونکو یون
جانتے ہین کہ یہہ امام سے زیغ رکھتے ہین جیسے ہدایہ کی روایتونپر باوجود موضوع معلوم ہونے
حدیث کی اُسی قول پر فتوی دیتے ہین پس بعد معلوم ہونیکے چاہئے کہ قایل ہو خطا کا امام سے
اور توبہ کرے تقلید سے اُن مسئلونمین اور قایل نہونا خطا کا مجتہد سے یہہ مذہب معتزلہ کا ہے
اور خلاف ہے قول حضرت امام اعظم اور مذہب اہل سنت وجماعت کے اسلئے کہ فرمایا ہے پیغمبر خدا نے
کہ مجتہد خطا بھی کرتا ہے اور صواب بھی پس منکر خطا کا امام سے یا منکر ہے اجتہاد امام کا اور کیسو جانتا ہے
اُسکو زخم کھانے اس معرکہ سے اور یہہ مضمون ہجو مین مشہور ہے یا امام کی رای کو مثل وحی جانتا ہے
کہ ہرگز احتمال خطا کا نہین تو بیشک یہہ گمراہ ہوا سیدہ راہ سے اور اختیار کیا مذہب معتزلہ کا چھوڑ کر
سیدہ راہ قرآن اور حدیث اور قول آئمہ اور مذہب اہل سنت وجماعت کا اسلئے کہ مذہب امام کا یہی ہے
کہ مجتہد سے خطا بھی ہوتی ہے اور صواب بھی خلاف معتزلہ کے جیسا لکھا ہے توضیح اصول فقہہ مین
اور دلیل پکڑی ہے اوپر کی حدیث کے ساتھہ پس بہر صورت جو قایل خطا کے نہین ہین امام سے بڑے دبا
مین باژگی ہوئے راہ سے بلکہ زخم کھانا میدان جہاد مین مجاہدون کے لئے جای ثواب ہے اور اظہار
اُسکا جای کمال رسوخ نہ محل ننگ و عار اور مجتہد خاطی بھی ایک ثواب سے خالی نہین اور اگر کوئی
شخص تامل کرے تو اکثر پاویگا کہ ایک طرف حدیث صحیح اور ایک طرف رای امام کی بے سند کے
آیت اور حدیث سی اور فنون معتبرہ فقہہ مین اوسے مخالف حدیث کو لکھ رکھا ہے جیسا کہ لکھا ہے
وقایہ اور کنز الدقایق اور ہدایہ مین کہ بڑی معتبر کتابین ہین حنفیون کی کہ حکم قاضی کا تمام عقود اور
فسوق مثل نکاح اور طلاق و بیع اور اقالہ مین نافذ ہے ظاہراً و باطناً اگرچہ گواہ جھوٹے ہی کیون
نہون اور معنی باطن کے یہہ ہین کہ بینہ وبین اللہ کچھہ مواخذہ نہین مثلاً کسی نے اگر دعوا کیا کسیکے
عورت پر نکاح کا اور کہا کہ یہہ اس شخص کی بیوی ہے اور جھوٹے گواہ گذرانے اور قاضی نے حکم کر دیا

لینے کا کچھہ مواخذہ نہا اور اسیطرح اگر کسیکی مکان کا جھوٹا دعوی کیا کہ مینے اس سے خرید اہے
اور جھوٹے گواہ گذرانے اور قاضی نے حکم کر دیا اسکی بیع کا تو ہوگیا اسیطرح سے اور یہہ رائے
امام کی صریح مخالف ہے حدیث کے کہ متفق علیہ تمام محدثین کی اور روایت ہے سب صحاح ستہ اور
بخاری اور مسلم مین ام سلمہ رض سے کہ کہا حضرت صلعم نے انا بشر وانہ یاتینی الخصم ولعل بعضہم ان یکون
ابلغ من بعض فاحسب انہ صادق فاقضی لہ فمن قضیت لہ بحق مسلم فانما
ہی قطعۃ من النار فیحملہا او لیذرہا یعنی مین آدمی ہون اور آتی مین میرے پاس جھگڑنے
اور شاید بعض تمہارا ہووے گویا تر بعض سے پس حکم کر دون مین اسکی لیے ساتھ حق کسی مسلمان کے
پس سوائے اسکی نہین کہ وہ ٹکڑا ہی آگ کا چاہے لے یا چھوڑ دے اور خلاف کیا ہے اسمین امام کا صاحبین نے
اور کہا موافق شافعی کے کہ قضا قاضی کی باطن مین جاری نہین اور جھوٹی گواہ گذراننے والا ماخوذ
ہی خدا کی نزدیک اور قاضی معذور بسبب بے علمی کے اور اسیطرح لکھا ہی ہدایہ مین کہ اگر کوئی شخص اپنے
محرمات ابدی مثل ماں اور بہن اور بیٹی اور انکی سوا جنکو حرام کیا ہی خدا نے جانکر نکاح کرے اور صحبت کرے
اونسی تو بھی اوسپر حد نہین آتی کہ محل شبہہ ہی اس لئے کہ تمام بیٹیان آدم کی موضوع ہین اولاد کے
لئے اور وہ مقصود اسجگہہ بھی حاصل ہی اور یہہ صریح خلاف ہے آیت اور حدیث کی اسلئے کہ قرآن مین
خدا نے فرمایا ہے حُرِّمَتْ عَلَیْکُمْ اُمَّهَاتُکُمْ وَبَنَاتُکُمْ وَاَخَوَاتُکُمْ یعنے حرام کی گئی ہین تمپر
مائین تمہاری اور بیٹیان اور بہنین اور روایت ہے براء رض سے قال مر بی خالی ابو بردۃ بن دینار معہ
لواء فقلت این ترید فقال امرنی رسول اللہ صلعم الی رجل تزوج امراۃ ابیہ عن ابیہ
براسہ اخرجہ اصحاب السنن کہا کہ گذرا مجھپر ماموں میرا ابو بردہ بن دینار ہاتھہ مین نیزہ لیے
پس کہا مینے کہان کا ارادہ کیا تو نے پس کہا حکم کیا ہی مجھکو پیغمبر خدا نے ایک آدمی کیطرف کے نکاح

کیا ہی اُسنی اپنی ماں کی ساتھ یہہ کہ اُسی دن سر اُسکا کاٹ کر روایت کیا اسکو ابو داؤد اور ترمذی اور نسایی نے

وعن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم من نکح ذات محرم او قال

من نکح محرم فاقتلوہ واخرجہ رزین روایت ہی ابن عباس سی کہ فرمایا پیغمبر خدا نے

کہ جسنی صحبت کی کسی محرم سے یا نکاح کیا کسی محرم سے پس مار ڈالو اسکو اور خلاف کیا ہی امام کا

اس رای مین بھی ابو یوسف اور محمد نے اور کہا موافق شافعی کی کہ واجب ہے حد اُسپر اور اسیطرح امام

ابو یوسف نے موافق خواہش خلیفہ وقت ہارون رشید کے حلال کر لینے بعض کنیز کا بی استبراء

رحم کے فتوی دیا بعضی حیلون فقہہ سے مخالف شرع کے اور اُسکی عوض مین کچھ دراہم اور دنانیر

سے بادشاہ نے دیا قبول کیا چنانچہ لکھا ہی یہہ محقق جلال الدین سیوطی نی تاریخ الخلفاء

مین مع بیان اون حیلون اور تعداد دنانیر کی جو کوئی چاہے دیکھی بلکہ اسطرح کی ایک کتاب

الحیل امام ابو یوسف کے مشہور ہے کہ اسمین بعضی حیلہ فقہ سے حرام کو حلال کر دیا ہی محفوظ

رکھے اللہ ایسی وجہ حیلہ سازی سے اور خصوصاً امرا کی خاطر کی لیئے پس یہہ بطور مشتی نمونہ خروارے

ایک دو مسئلہ لکھدیئی گئی ہین اور اسکی مانند بہت مسئلہ ہین کہ ایکطرف رای امام کی ہی فقط بی

آیت اور حدیث کی اور ایکطرف حدیث صحیح اور آیت قرآنی اور اس رای کو متون کی لکھنے اور

فتوی دینی مین بعضی حنفی غالی حدیث اور قران پر مقدم جانتی ہین اور دیدہ و دانستہ فتوے

دیتی ہین اور اسیطرح بہت جگہہ غلطی پڑی ہی علمائی ان مجتہدون کی جیسا کہ لکھا ہی بغوی نے

مفتتح شرح السنہ مین کہ غلطی پڑی ہے زمخشری کی اور ابی حنیفہ کی بعض مسایل مین اُسمین سے

ایک آیہ تیمم مین ہی کہ صعید طیب سطح زمین ہی خواہ پتھر ہی ہو دہو یا ہوا جیسا مذہب ابو حنیفہ

کا کہ پتھر صاف پر تیمم درست ہی پس اگر کہا جاوی کہ کیا معنے ہین فامسحوا بوجوہکم

وایدیکم منہ یعنے پہونچھو اپنی موہون اور ہاتھون کو بعض اُسی مٹی سی اور یہہ مضمون

نہین حاصل ہوتا اگر ہوتا بہتر صاف ورد قول انکا کہ من ابتداء غایت کا ہی مشہور ہی اسلیٔی کہ من ابتداء
غایت کے لئی لازم ہی الی کا ہونا چنانچہ لکھا ہی نحو مین اور نہین سمجھا جاتا یہ کہ مین عرب کے بھی قول سے
مسحت براسہ من الدھن و من التراب و من الماء یعنی لگایا مینی سر کو تیل سے یا مٹی یا
پانی سی مگر معنی بعض کے اور ہان لینا حق کو بہتر ہی جھگڑی سے واستدرک البیہقی علی
الشافعی بحدیث عبد اللہ ابن عمر و استدرک الغزالی علی الشافعی فی مسئلہ
نجاستہ الماء مذکور فی الاحیاء والنووی بیع المواخات جایز علی خلاف الشافعی
وقال الحاکم ھکذا توقف الشافعی فی حدیث بریدۃ الاسلمی فی اوقات
الصلوۃ وصح الحدیث عند مسلم فرجع جماعات المحدثین و ھکذا فی العصر
یعنی توقف تہا شافعی کو حدیث بریدۃ اسلمی مین بیچ اوقات نماز کی جب ثابت ہوی صحت حدیث
کی مسلم سی پس رجوع کی جماعت محدثین نی قول شافعی سی اور اسی طرح عصر مین انتہی قول البغوی سے
خلاف ان حنفیون غالی کی کہ بعد صحت حدیث کی بی قول امام سی نہین رجوع کرتی اور اکثر جگہہ ان
اماموں نے اپنی پہلی قول سے آپ رجوع کی ہی جیسکہ لکھا ہی ہدایہ مین کہ پہلی کہتی تھی ابو حنیفہ
جس کسیکو جبر کیا حاکم نی زنا پر اور جبر سے اسکے زنا کر دالی تو حد اسپر لازم ہی جیسکہ قول ہی زفر کا پھر رجوع کی اس قول سے اور
کہا کہ حد نہین آتی اسپر اور شامل سکی بہت جگہہ امام نی رجوع کی اپنی پہلی قول سی اور اسیطرح امام شافعی کی قول جدید و قدیم
مشہور مین پھر اگر خطا نہ سمجھی تھی پہلی تو کیون رجوع کی اور اگر وہ درست تہا تو غلطی کیطرف کیون
مائل ہوی اور پہر بہت ہی کم ہی وہ مسئلہ کہ متفق ہون امام کے ساتھہ انکی شاگرد ابو یوسف اور محمد اور حسن اور
زفر بلکہ اکثر جگہہ یہہ سب مخالف ہی مین امام کے آپسمین اور ایک دوسری سے بھی جیسکہ مساس
عورت سی ناقض وضو نہین ہی امام محمد کے نزدیک خلاف امام کے اور صاحبین کے نزدیک قراۃ
دیکھہ کر قرآن سے مفسد نماز نہین ہے خلاف امام کے اور قہقہہ کرنا ابو یوسف کے نزدیک ناقض وضو ہی

خلاف امام کے اور کہنیان اور کہنی دہونے فرض نہین ہین زفر کے نزدیک خلاف امام کے اور خروج بفعل
مصلی امام کے نزدیک فرض ہی خلاف صاحبین کے اسیطرح کم مسئلہ ہین کہ خلاف کیا ہو امام کے انکی
کسی شاگرد نی پس اگر واجب ہوتا ماننا راۓ ایک مجتہد کا یا تقلید ایک شخص معین کی یا کوئی قول ہوتا
امام کا وجوب تقلید پر تو کیون خلاف کرتی خود شاگرد انکی انکا اور در صورت مخالفت راۓ امام کے
اگر وہ راۓ درست تھی تو یہ خاطی ہوئی دو وجہ سے ایک صحیح کو چھوڑنا اور دوسری غلطی کیطرف رجوع
کرنا اسواسطی کہ حق نہین ہوتا مگر ایک جیسی خود امام کا قول توضیح مین لکھا ہی اور اگر وہ راۓ
امام کی غلط تھی تو پہر قائل امکان خطا اور غلطی کو امام سی کیون برا سمجھتے ہین کہ خود انکے
شاگردون نی انکی غلطی پکڑی ہی اور انکو سب بہتر سمجھتی ہین اور حقیقت مین اتباع راۓ ایک مجتہد
معین کا جو واجب کہتی ہین اور فرض جانتی ہین اگر غور سے دیکھین تو خود وہ باہر ہین اس سے اور
داخل ہین اس آیت کے نیچی اِنَّهُمْ یَقُوْلُوْنَ مَا لَا یَفْعَلُوْنَ یعنے یہہ لوگ ہین کہ کہتے
ہین کہ جو نہین کرتی اسواسطی کہ اکثر جگہہ فتوای خلاف ہی امام کے امام ابو یوسف اور امام محمد
کے قول پر کہ وہ اکثر موافق ہوتا ہی شافعی یا مالک کی اور اس زمانہ مین سب اسپر فتوی دیتی
ہین اور عمل کرتی ہین اور امام کا قول متروک ہی جیسا کہ پانی مستعمل کے باب مین فتوی ہی امام محمد کے
قول پر کہ طاہر ہی غیر مطہر جیسا لکھا ہی کنز الدقایق مین اور حرام ہی امام کے نزدیک امر بالمعروف
اور جواب سلام اور تسبیح کرنی خطبہ کے وقت اور امام ابو یوسف کہتی کتاب اور صحیح کرتے اسکو
خطبہ کیوقت اور فتوی ہی اسپر کہ کچھہ مضایقہ نہین اگر بتا دے ہاتھ سے یا اشارہ سے اگر کوئی
بری بات کرتا ہو اور جواب سلام واجب نہین اسوقت مین کہ حرام اور اسی پر فتوی ہی جیسا لکھا ہے
درمختار مین موافق صاحبین کے اور مذہب امام کا کہ نہ پوچھی جاوین گواہ پوشیدہ اور اعلان
کے ساتھ بلا طعنہ مدعا علیہ مگر حدود اور قصاص مین اور نزدیک صاحبین کے پوچھی جاوین

گواہ ہر مقلد مین چھپی اور کھلی اور فتوی ہے صاحبین کے قول پر خلاف امام کے چنانچہ لکھا ہی در مختار مین
اور مثل اسکی فقہ مین بہت جگہہ ہی کہ کہین مانتی ہین امام کا قول کہین ابو یوسف کا کہین امام محمد کا
پس اگر یہہ مقلد تھی امام کے تو معلوم ہوا کہ جب مقلد کو اپنی امام کے خلاف کوئی مسئلہ ثابت ہو صحیح
تحقیق کے ساتھہ تو چاہئی کہ امام کے قول کو چھوڑ دے اور اگر مجتہد تھی نہ مقلد تو تم واجب کرتے
ہو اتباع ایک مجتہد کا اورون پر اور خود نہین کرتی بلکہ کہین کسی مجتہد کی مانتی ہو کہین کسیکی بلکہ
حقیقت مین یہہ تقلید مین اُن محققون کی کہ جنہون نے لکھا ہی کہ یہان فتوی ہی امام کی قول پر
اور یہان امام محمد یا ابو یوسف کی قول پر اسلیئی کہ یہہ متمتع ہین روایت مفتی بہ کی لی تحقیق سبب
مفتی بہ ہونی کے پس تقلید مین خاص امام کے نہ انکی شاگردون کے اور اگر شاید یہ کہین کہ یہہ شاگرد
تھی امام کے انکا خلاف خلاف نہین تو امام شافعی بھی بمنزلہ شاگرد کے ہین بلکہ شاگرد کے شاگرد پھر
انکا خلاف کیون جانتی ہین اور اگر کہین کہ یہہ لوگ اصول مین امام کے ساتھہ موافق ہین تو یہہ بھی
غلط ہی کہ اُس زمانہ مین اصول اسطرح مرتب ہی نہ تھا اور بعد مرتب ہونے کے اکثر صاحبین اور اصحاب امام
ابو حنیفہ مخالف ہین امام کے اصول مین اور وہی خلاف ہی فروع مین جیسا کہ لکھا ہے کہ امر مطلق محتمل
ہے عموم اور تکرار کو نزدیک بعضی علما حنفیہ کے اور نزدیک عامہ علما کے نہین اور قضا واجب
ہوتی ہے سبب جدید سی نزدیک بعض اصحاب ابو حنیفہ کے اور نزدیک اکثر کے واجب ہے اسی موجب
اداسی ثم واسطے ترتیب کے ہی ساتھہ مہلت کی اور یہہ لفظ ہے بولنے مین نزدیک امام کے اور حکم
مین نزدیک صاحبین کے اور بہت مسئلو نمین خلاف ہوتا ہے اِس سے ابو حنیفہ اور صاحبین مین
اور علی بیچ طلاق کے معنی لی کے ہے صاحبین کے نزدیک اور نزدیک امام کے واسطے شرط کی
اسی لئی طلقنی ثلاثا علی الف مین امام کے نزدیک ہزار لازم آتے مین اور صاحبین کے نزدیک
تہائی اور الی واسطے انتہای غایت کے ہی پس اس صورت مین کہ علی من درہم الی عشر نزدیک امام ابو حنیفہ کے

واجب مین نو اور نزدیک صاحبین کے دس کی داخل ہین دونو جاتین اور نزدیک زفر کے اٹھہ کہ دونو خارج
داخل نہین اور اونزدیک صاحبین کے مثل منی کے ہے اور نزدیک ابیحنیفہ کی شل ان کے یس یہہ کہنے
ہے اذا لحر اطلقلک فانت طالق طلاق واقع ہوگی صاحبین کے نزدیک خلاف امام
کے اور ایک لفظ کہ جب معنی حقیقی بھی اسکی مستعمل ہون اور مجازی مشہور پس امام کے نزدیک
حقیقی اولی ہین اور صاحبین کے نزدیک مجازی اور اسیطرح مخصوص بالکلام نہین ہے حجت اصلا
نزدیک کرخی کے اور نزدیک امام کے شبہہ ہے اسمین لیکن نہین ساقط حجت پکڑنے ساتھہ اوسکے
اور اسیطرح حدیث مین انکار راوی کا ہوتا ہے جرح ابو یوسف کے نزدیک جیسی حدیث انما امرأة
نکحت بغیر اذن ولیها فنکاحها باطل رواه سلیمان عن الزهری عن عائشة اور
انکار کیا زہری نے روایت عائشہ رض سی اور نہین ہی یہہ جرح امام محمد کی نزدیک اسلئی کہ حمل کرنا
بھولنی پر بہتر ہی جھٹلانی ثقہ سی اور اسی اصل پر بعینے ہی خلاف صاحبین کا کہ جب گواہی دی
دو گواہون نی قاضی پر کہ یون حکم دیا اور وہ نہین یاد رکھتا اور رخصت یعنی اجازت دینی
محدث کی اپنی شاگرد کو کسی رسالہ یا مکتوب مین پس اگر وہ جانتا ہے جو کچھہ اسمین ہی تو جائز ہی
اور مستحب ہی کہ یہہ کہی کہ اجازت دی مجھکو فلانی شخص نے اور اگر نہین جانتا جو کچھہ ہی اوسمین
تو نہین درست امام اعظم اور محمد کی نزدیک اور درست ہی ابو یوسف کی نزدیک اور لکھہ رکھنا
حدیث کا اس طرح پر کہ نہین مفید یاد کو بلکہ اعتماد دی راوی کو اوسکی شل اعتماد مقتدی کے
امام پر تو نہین مقبول وہ روایت ابو حنیفہ کے نزدیک بالکل اور مقبول ہی ابو یوسف کے
نزدیک اگر رہا اوسکی تصرف مین خط ہی ایسا کہ خوف بدل ڈالنی کا نہین کسی کے اور عقوبات
مثل حدود اور قصاص ثابت ہوتی مین خبر واحد سے بشرط ثقاہت راوی کی الا ابو یوسف کے نزدیک
شل دیانات اور عبادات کی خلاف امام کے کہ نہین ثابت ہوتی عقوبات مگر ساتھہ دلالت النص کے

اور اسیطرح اجماع مین جب مختلف ہون صحابہ دو قولون مین تو ہوتا ہی اجماع نفی قول ثالث پر نزدیک
حنفیون کے اور سوائے صحابہ کے پس بعض حنفی قایل ہین اور بعض خاص کرتے ہین اس بات مین صحابہ کو
اور یہہ چند مسئلہ مختلف فیہ اصول حنفیہ کی توضیح سے کہ بڑے معتبر ہی واسطے مثال کے لکھدی گئے
ہین اور اگر کوئی شخص تحقیق چاہی تو رجوع کرے کتب اصول کیطرف اور دیکھی کہ کسقدر مختلف ہین
اصحاب ابو حنیفہ اسمین اور اگرچہ کہین کہ شافعی بالکل مخالف ہین اصول مین ابو حنیفہ سے تو یہہ بھی
غلط ہی اسلئی کہ توضیح مین بہت جگہہ لکھا ہی جیسا کہ حکم عام مین کہ نزدیک بعض کی توقف
ہی اور نزدیک بعض کی ثابت ہوتا ہی اولی وعندنا وعند الشافعی یوجب الحکم فی الکل اور بہت
جگہہ اتفاق ہی چنانچہ جانتی ہین پڑہنی والی اصول کی اور کہین عمل کرتے ہین اور فتوی دیتی
ہین ایسی بات کا کہ امام اور اونکی اصحاب سے بلکہ فقہای اربعہ سے کہین منقول نہین جیسا کہ متاخرین
حنفیہ قسم منی کو اہون مین ابن ابی لیلی قاضی مدینہ کی قول پر فتوی دیتی ہین اور مروج ہے اور جمعہ
پڑہتی ہین تمام حکومت راجاؤن ہنود اور انگریزون مین کہ ہرگز وہان امام نہ احکام شرع جاری ہے
کہ باتفاق ابو حنیفہ اور اصحاب انکی کی شرطین مین یہہ والی جمعہ کے کہ بے اسکے جمعہ نہین ہوتا اور اکثر
علما فتوی دیتی ہین کہ بعد جمعہ کے چار رکعت فرض ظہر پڑہ لی اور ہرگز کسی چارون اماموں سے منقول نہین ہے
بلکہ طبقہ صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین سے کہین نقل لا سکین گے کہ کسی نے ظہر اور جمعہ دونو
ایک شخص نے ایکدن واجب ادا کیا ہو اور اسیطرح عقیقہ مولود کہ کسی متن اور شرح معتبر حنفیون مین
سنت اور مستحب نہین پایا جاتا بلکہ محمد بن حسن نی اپنی موطا مین ذبایح منسوخہ سی لکھا ہی اور مکروہ
کہا ہی اور اکثر حنفی اسمین شامل ہوتی ہین اور سب مشایخ اور علما دعوہ کہانا کہاتی ہین اور کوئی ذکر کراہت
کا زبان پر بھی نہین لاتا اور اسیطرح اذان دینی قبر پر بعد دفن کے کہ اصلا روایت نہین ابو حنیفہ اور
انکی اصحاب سے اور بڑی مشایخ اور علماؤن مین جو دعوی حنفیت کا رکہتے ہین جاری ہی اور اسیطرح

اگر جہ وہ خرت قدیمہ نہیں والی مشایخین اور بعضی علماکا اپنی تئین حنفی کہتے ہین اذان کے وقت اشہد ان
محمد الرسول اللہ کے جواب مین انگلیان چوم کر آنکھون سے لگاتی ہین اور اجازت بلکہ ترغیب دیتے
ہین لوگونکو اور حالانکہ کسی متن اور شرح فقہ حنفیہ مین جیسے خلاصہ کیدانی اور غنیۃ المصلی سی لیکر
شرح وقایہ اور ہدایہ وغیرہ تک کہیں نشان نہیں ملتے کہ کہیں حضرت امام ابو حنیفہ یا ابو یوسف یا محمد
بن حسن شیبانی سی روایت ہے پس کرتی ہین جو جی چاہتا ہی اور بہکاتی ہین عوام کو اپنی نمود اور
رسوخ کے لئے چاہئے کہ وظیفہ کرین اس آیہ کریمہ کا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ كَبُرَ مَقْتًا
عِندَ اللّٰهِ اَن تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ اور خدا سی ڈر کر غور اور انصاف کرین اپنی دلمین کہ کیا
کہتے ہین اور کیا کرتے ہین اور یہہ شبہہ کہ تمام مسایل مین بی تقلید کسی مجتہد کے قرآن حدیث سے نہین
چلتا یہہ ایک مغالطہ ہی اسواسطی کہ بہت کم قول ہین کہ کسی مجتہد نی انکی سند حدیث سے نہین لکہی
پس تمام مسایل سی اگر مراد ہی کہ جو مسئلہ اور صورتین کہ قیامت تک پیش آوین سب اس مجتہد
سے منقول ہین تو بالکل غلط ہی اسواسطی کہ بہت ایسی مسئلہ ہین کہ انمین روایت کچہہ امام سے
منقول نہین جیسا کہ انگوٹھی چومنی کا اور ظہر جمعہ جمع کرنیکا اور مانند اسکے صدہا صورتین ہین اور ان
پیش آتی ہین کہ ان صورتون خاص مین امام سی کچہہ منقول نہین ہی مگر قیاس کرتے ہین انکو ان صورتون پر
کہ امام سے منقول ہین پس اس صورت مین جو وارد کرتے ہین لازم مگر نیوالون اتباع حدیث پر وہ لازم
آتا ہی ان مقلدون پر بھی کہ تمام مسائل انکی مجتہدون سے بھی منقول نہین بلکہ بعض صورتین ایسی
ہین کہ کسی مجتہد سابق سی انمین کچہہ نہین منقول پس ایک مجتہد کی تقلید سی کام نہین چلتا اور جسمین
کہ روایت نہین اسکے امام سے جب انمین دوسری مجتہد کی تقلید کی تو اب ترک تقلید پہلی مجتہد
کی لازم آئی اور اگر بعض مسائل مراد ہین تو دونو برابر ہین بعض مین اور اتباع کتاب وسنت کا
واجب ہی کہ جسکی ساتھ امر کی گئی ہین اتَّبِعُوا مَا اُنزِلَ اِلَیْکُم مِّن رَّبِّکُمْ لَقَدْ کَانَ

لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ البتہ ہی واسطے تمہارے بیچ رسول اللہ کی بہتر راہ ہی اگر اس
کہنے سے کہ بی تقلید کام نہین چلتا عوام کا یہہ مراد ہی کہ جو مسئلہ قرآن حدیث سے صریح دلالت النص سی ثابت نہین
اور اجماع بھی اوس پر نہین ہوا تو تقلید کسی معتمد علم والے کی اوس وقت کے لوگون مین سے یا اگلے علما سے کرنی
چاہیی تو درست ہی اور اس طرح کی تقلید کو آجتک کوئی منع نہین کرتا اور جسکو کہ خدا نی توفیق عمل
کی حدیث پر دی ہی اسقدر بیان کرتی ہین کہ جو کچھہ حدیث صحیح مین صریح وارد ہوا ہو اور محتمل تاویل اور توجیہ کو
نہو تو اوسپر عمل کرنا چاہیی اگر کسی مجتہد نی اوسکو سند پکڑا ہی تو بہتر ہی اور اگر کسی نی اوسپر عمل نہین کیا
تو خود وہ ترک کرنیوالا اجماع کا ہی اسلئی کہ یہی کہتے آئے ہین سلف سے خلف تک کہ مقابل حدیث کی کسیکی
نہ مانی چاہیی اور جس مسئلہ مین کہ حدیث صحیح صریح نہین ہی اور فقہا نی استنباط کیا ہی حدیث یا قرآن یا کسی
قسم کی اقسام اجماع سی پس اگر سب مجتہد اوسپر متفق ہین تو حکم اجماعی ہی اتباع اوسکا اتباع اجماع کا ہی نہ تقلید
کسی کی اور اگر مختلف ہین تو اکثر جسبات پر ہین اوسکو مان لی موافق اس حدیث مسلم کی ید اللہ علی الجماعۃ
یعنی ہات اللہ کا ہی جماعت پر اور یہی معنی ہین اتبعوا السواد الاعظم کی یعنی پیروی کرو گروہ بڑی کی
پس جسطرف کہ اکثر علما اور مجتہد ہین وہی گروہ بڑی ہی پس اگر حضرت امام اعظم ایکطرف ہون مثلاً اور نخعی اور
حسن بصری اور ثوری اور اسحاق اور شافعی اور مالک اور احمد حنبل ایکطرف پس منصف خود دیکھہ لی کہ سواد اعظم
اور گروہ بڑی کدہر ہی اس شبہ کرنیوالی سی کہ مسئلہ ایک امام پر کہ دوسری طرف رجوع کو برا بلکہ حرام
جانتا ہی دائرہ تنگ نہوا اور اس شخص پر کہ تمام علما اور مجتہدین امت کو کہ جو صحیح العقیدہ ہین مثل فقہا ایک
نور کے جانتا ہی معلوم کرنی مسئلہ مین تنگ اوسپر ہی اور جاننا چاہیی کہ فرض اور واجب اور حلال اور حرام کرنا سوای شارع کے
کسیکا کام نہین کہ کسی پر فرض یا واجب یا حرام کری کوئی چیز پس چاہیی کہ وجوب کرنیوالی تقلید مجتہد معین کی دلیل بیان کرین قرآن
یا حدیث یا اجماع یا اقوال فقہا مجتہدین سی کہ جنکی مقلد ہین وجوب تقلید معین پر اور یہہ آیہ فَاسْئَلُوا أَهْلَ
الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ یعنی پوچھو یاد والون سے اگر تم نہین جانتے اور اس آیت مین

مراد اہل ذکر سے اہل کتاب ہین جیسا لکھا ہے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے اور معلوم ہوتا ہے ویسے ہی وَمَا
أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ إِلَّا رِجَالًا نُوحِي إِلَيْهِمْ فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ یعنے
نہین بھیجا ہمنے تجھسے پہلے کوئی رسول مگر تھے ایسے ہی مرد کہ وحی کرتے تھے ہم انکی طرف پوچھو اہل
کتاب سے اگر تم نہین جانتے اور اگر علما ہی مراد لیجے تو بھی مفید نہین ہے تخصیص کسی
مجتہد معین کو اسواسطے کہ خود یہہ کہتے ہین کہ آئمہ اربعہ مین سے ایک کی تقلید چاہیے اور چارون برحق ہین
اہل ذکر سے پھر وجہ تخصیص ایک کی کیا ہے آیا نہین دیکھتے کہ اگر ایک شخص اپنی ہفت پشت سے حنفی ہو اور
مسائل کتاب الصلوۃ کی بھی موافق حنفی کی سیکھے اور پھر ایسی جگہہ پہنچا کہ تمام علما اس شہر کے شافعی
یا مالکی یا حنبلی یا اصحاب ظواہر تھے اور اسجگہہ رمضان آیا پھر مسائل روزے مین جسطرح انھون نے بتایا عمل کیا
پھر اور جگہہ گیا کہ وہان کی علما مذہب احمد حنبلی تھے پھر مسائل ذبح اور حلال اور حرام جانورون مین انکی
موافق عمل کیا پس اب عمل اسکا بعض مین شافعی اور اصحاب ظواہر کی موافق ہے اور بعض مین حنفی اور بعض مین
حنبلی ہے آیا یہہ شخص عمل کرنیوالا اِنَّهٗ فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ پر ہے یا نہین اور بالاتفاق
اقوال مجتہدین کی متقی اور ناجی ہے یا فاسق اور ناری اور اسیطرح جو استدلال کرتے ہین تقلید معین پر
اس آیت سے أَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ یعنی تابعداری کرو خدا اور رسول اور حاکمون
اہل اسلام کی اور اگر اولی الامر سے علما مراد لیجے تو تخصیص ابوحنیفہ کی سوائے امام شافعی اور مالک کے کہان سے
نکلتی ہے اور وہ فتوی علماء حرمین کا جو تنبیہ الضالین مین لکھا ہے وہ بسبب صورت سوال ہے اور یہی فرض اسلیے
کہ وہ شخص پوچھتا ہے اس صورت کو کہ ایک شخص عامی کہ حدیث صحیح اور موضوع نہین جانتا اور حدیث پر عمل
کرتا ہے اور بالکل لغو جانتا ہے فقہہ کو اور کسی مجتہد کی نہین مانتا اور مجتہد کی بات ماننے والونکو مخالف خدا اور
رسول کی جانتا ہے اور کہتا ہے کہ جو صورت پیش آتی ہے اپنی عقل سے نکالا چاہیے قران اور حدیث سے اور کسی مجتہد
کے ماننے باوجودیکہ ملکہ اجتہاد نہین رکھتا اور اسیطرح سے آجتک کوئی نہین کہتا بلکہ عمل کرنیوالے حدیث

پر بہی کہتی ہین جو حدیث صحیح کہ تمام محدثین نی اسکو صحیح کیا ہو اور کسیکی ضعیف اور موضوع اسکو نہ ٹہرایا ہو
جیسا کہ حدیثین صحیحین کے پہر خلاف کسی مجتہد کی نہ ماننا چاہئی بلکہ جو اسکی موافق کہتا ہو اسپر عمل کیجی کوئی
ہو چارون اماموں سی اور اسطرح کی تقلید ایک کی کہ کسیی ہی خلاف حدیث صحیح کی ہو لیکن اسکی
ماننا چاہئی اور حدیث پر عمل نہ کیجی اگرچہ یقینی معلوم ہو کہ حدیث صحیح ہی پس اس صورت مین ان مقلدون
نے قول امام کو مثل قول خدا اور رسول کی جانا بلکہ اس سے بڑھ کر کہ حدیث صحیح چہوڑ دی امام کی مقابل
اور اس قسم کی تقلید بیشک حرام اور بدعت کفری اسلئی کہ معنے بدعت کی یہی ہین کہ نکالی امر دین
مین ایک ایسی چیز کو کہ نہو وہ اور نہ نظیر اسکی قرون مشہود لہا بالخیر مین اور اسکو ایک احکام مین سے
ٹہرا دی اور اسپر ثواب اور عذاب ترتب کی جاننی چنانچہ مولوی اسمعیل صاحب مرحوم نی تحقیق ان معنون کے
بخوبی ایضاح الحق مین لکہی ہی اور انکا کہنا ماننا اسلئی تہا کہ خدا اور رسول کا حکم کہتے ہین اور جب معلوم ہو
کہ حکم رسول کا اسکی خلاف ہے پہر کون مانی البتہ ایسی شخص کے لئی کہ جو ملکہ اجتہاد نہین رکہتا اور کسی مجتہد کی نہین
سنتا اپنی عقل کی آگی یہہ تین کافی مین اور در جواب باصواب سائل کی فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اور
فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ خواہ علما مراد
ہون خواہ حاکم اور وجہ ولویت جو ائمہ اربعہ کی رای کی اور وجہ نیز لکہی ہی کہ انہون نی اکثر اقوال صحابہ معلوم کئے
اور جو سعی کہ ناسخ اور منسوخ آیات حدیث مین ہم پہونچائی ہدون سی بہت مشکل ہی اور بہت علماؤن نے
انکی قیاس کو دیکہا اور عمل کیا اور اکثر مسئلہ انکی کتابون مین ملجاتی ہین بخلاف آثار اور اقوال اور مجتہدین
کے یہہ ٹہیک اور درست ہے اور اسیطرح درست مین یہہ آیتین تیسری اور پانچوین سوال کی جواب مین کہ جو
کوئی شرایط اجتہاد نہین رکہتا اور اقوال فقہا نہین جانتا آیا جایز ہی اسکو تقلید یا اختراع کرے
اپنے رائی سی نیا مذہب کہ کہین مخالف ہو انکی کہین موافق اور وہ جو علمای حرمین نی اختلاط مذاہب
مین لکہا ہی نقل کرکی بالتصریح سی کہ لَا خَيْرَ اَنْ يَكُوْنَ حَنَفِيًّا فِيْ بَعْضِ الْمَسَائِلِ وَشَافِعِيًّا

فی البعض یعنی نہین ہی بہتر کہ حنفی ہو بعض مسایل مین اور شافعی بعض مین مراد اس سی تلفیق ہی ایک مسئلہ
مین اپنی خواہش کی موافق جیسی خاص ایک مسئلہ نکاح مین عمل کرنا نہ شرط ہونی ولی مین موافق حنفیون کے
اور کم دس درہم سی مہر مین موافق شافعیون کی کہ اکثر علمائی اصول نی اسکو اچھا نہین کہا ہی نہ حرام اور بعضے
مثل محقق ابن ہمام کے جائز کہتے ہین موافق اس حدیث کے یَسِّرُوا وَلَا تُعَسِّرُوا یعنی آسانی کرو لوگون پر دین اور
مشکل نکرو اور یہی معنی ہین ابو عبد الرحمن بن ابی اللیث کی قول کی اَنْ لَا یَکُوْنَ ذَا وَجْہَیْنِ وَ
ذَا لِسَانَیْنِ یعنی چاہیے طالب الیقین کو کہ نہو دو مونہہ والا اور دو زبان والا کبھی کچھہ کبھی کچھہ بلکہ ایک بات
تحقیق کے ساتھہ مان لی کسی مذہب کے موافق ہو جیسا معلوم ہوتا ہے اس آیۂ کریمہ سی فَبَشِّرْ
عِبَادِیَ الَّذِیْنَ یَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَیَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَہٗ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ ھَدٰھُمُ اللّٰہُ وَاُولٰٓئِکَ ھُمْ اُولُوا الْاَلْبَابِ
یعنی خوشخبری دے میرے بندون کو جو سنتے ہین باتین پھر اتباع کرتے ہین بہتر بات کا کسی امام
کا قول ہو اور نہین اتباع کرتے ایک مجتہد کا تمام بری بھلی باتون مین چنانچہ لکھے ہین یہی معنی
اس آیت کی محقق سیوطی نے اور اگر کوی تحقیق اس بات کی چاہے تو رجوع کرے اتقان
کی طرف مثل اسکے اور اصول بزدوی کی اور دیکھے شرح مسلم الثبوت مولوی عبد العلی کی
اسلئی کہ تحقیق ہر فن کی اہل اوس فن کے سے چاہیے اور اسیطرح لغو ہی یہہ سوال کہ مقلد کو جب پہنچے
حدیث کا کہ ظاہر مین خلاف ہو اوسکے مذہب کی نہ حقیقت مین اور وہ نہین جانتا کہ یہہ حدیث
منسوخ ہے یا صحیح یا ضعیف یا مراد ہین ظاہر معنی اسکی یا تاویل ہے اسمین تو عمل کرنا
حدیث پر اوسے جائز ہے یا نہین اسلئی کہ عمل کرنیوالے حدیث پر قید لگاتے ہین کہ جب صحیح
غیر ماول اور نہ منسوخ معلوم ہووے اور نہ معلوم ہونا اسکا زمانہ مین آسان ہے اسلئی کہ جسطرح
روایت کو لی سند پہونچانی کی امام تک اور نہ بی تحقیق کرنے اس بات کی ہر مسئلہ مین کہ امام نے
اس قول سے رجوع کی ہے یا نہین یا یہہ دو روایتین جو امام سے ہین اسمین صحیح کونسی ہے

مفتی پوچھنی والا کس زمانہ مین اور کس رتبہ کا فاضل تھا اور کیون مفتی نے اسکو اوپر کیا اور کس
سبب سے ایک کو ترجیح دی دوسرے پر اور یہان امام کا قول کیون چھوڑ دیا اور صاحبین کے قول پر فتوی
دیا اعتماداً کسی کتاب معتبر پر مثل ہدایہ اور در مختار وغیرہ کی فتوی دیتی ہین اور عمل کرتے ہین
اصطلاح اب بعد تدوین اور ترتیب کتب حدیث کی اور شرح اونکی کے ہر وجہ صحیح اور ضعیف اور موضوع
اور ناسخ اور منسوخ اور مجمل اور ماؤل سے جدا جدا معلوم ہو سکتی ہے پس صحت مین مثل بخاری اور
مسلم بلکہ تمامی احادیث صحاح ستہ سوائی چند احادیث کی اگرچہ ابن ماجہ کو داخل کرین صحاح مین اور
ناسخ اور منسوخ مین رسالہ ابو بکر حازمی کا اور اور باتون مین اور شرح محی السنۃ اور طحاوی کی اور مشارق [بیہقی کی بھی]
پس اب اعتماداً احادیث صحیح بخاری پر مثل روایت ہدایہ کے صحیح کہہ سکتی ہین اور اسکی حدیثون کو کہ باتفاق
محدثین اور علماء کے صحیح ہین اور جب معلوم ہو گئی صحت اور معنی حدیث کی تو جاتا رہا وہ شبہ نہ جاننے کا
اور جائز ہوا اوسکو عمل کرنا اوسپر اور چھوڑنا قول مجتہد کا اسلئی کہ جیسی کتاب مبسوط یاد ہو اوسکے یہہ مجتہد جانتے
ہین اور عمل کرنا حدیث پر درست کہتی ہین اسلئی کہ وہ سمجھ سکتا ہی صحت کو اور جب جان لیا اوسنی اوسکو
تو یہہ بھی اوسکی مثل ہو گیا اور خود تلویح مین جو کتاب ہی اصول حنفیہ کی [لکھا ہی] کہ یہہ سب شرطین اجتہاد کی اسلئی ہین کہ
جو مجتہد ہو تمام احکام مین وَاَمَّا الْمُجْتَهِدُ فِی حُکْمٍ دُوْنَ حُکْمٍ فَعَلَیْهِ مَعْرِفَةُ مَا یَتَعَلَّقُ بِهٖ وَالْمُجْتَهِدُ فِی الْمَسْئَلَةِ کو فقط جاننا چاہئے
جو تعلق ہی اوس مسئلہ کی ساتھ جیسا کہ معلوم ہوتا ہی حدیث سی کہ کہا بعض صحابہ نی حضرت کے سامنے کو اَجْتَهِدُ
بِرَاْیِیْ یعنی نہ ملیگا کتاب اور سنت مین تو کہونگا مین اپنی عقل سی باوجودیکہ توقع تھی نزول وحی کی بھی
پس معلوم ہوا کہ شرط اجتہاد کی یہہ نہین ہی کہ تمام آیتین اور حدیثین احکام کی جانتا ہو جیسا کہ بعضی نادان
کہتے ہین کہ اوسکی آگی لکھا ہی لِاَنَّ تَمَکُّنَ سُلُوْکِ طَرِیْقِ الصَّحَابَةِ یعنی اس زمانہ مین ہو سکتا ہی جو کوئی اصحاب کے چلے
اور بعض لوگ واجب کہتی ہین تقلید اس حدیث سے جیسا لکھا ہی تنبیہ الضالین مین اِذَا بُوْیِعَ الْخَلِیْفَتَانِ فَاقْتُلُوا
الْآخَرَ مِنْهُمَا یعنے جب بیعت کیجاوی دو خلیفون سے تو قتل کرو پچھلے کو اور لکھا ہی اسپر کہ اگر شافعی اور مالک

اور جو کہ ہی چاروں خدا کی نزدیک تہی ابو حنیفہ کا کہنا کیون نہ مانا اوسکی مخالف قول کی کیون حدیثین لیتے
کیون گنجایش ہی اور حقیقت یون ہی کہ اس حدیث سے موافق رائی اوس شخص کی اگر مجتہدین کی بابین ہو
توان تینون امامون کو قتل کرنا چاہئی تہا بلکہ ساتھ ہی ابو یوسف اور امام محمد کو بہی نہ یاد مین کہی
خدا ایسی تعصب سے بچاوے اور ایسی بات کہنی سی اور نہین جانتا قایل اس کلام کا کہ امام مالک ہمعصر مین ابو حنیفہ کے
نہ بعد اور جیسے انکی تعلیم کی ہی سبحان اللہ کیا علم ہی اور کیا اجتہاد کہ خود منکر ہین پیدایش اجتہاد کی بعد
چار سو برس کے جیسا لکھا ہی نووی بہی نقل کرکی اور پہر ایسی صحیح اجتہاد کرتی ہین اور اورون سے قبول کرواتی ہین
پس اگر کوئی احمق یہہ مانے انکی کہنی سی کہ بعد چار سو برس کے کوئی مجتہد نہین تو پہر انکا اجتہاد اور جنکی جیسی
سناتی ہین کہ سب بعد چار سو برس کے تہی مثل صاحب اشباہ اور ملا علی قاری کی کیونکر مانیگا کہ یہہ مجتہد تہے
نہ رسول کے سبب تعصب کے خدا جانے چہین لیتی ہین انکی حواس اور عقل کہ آپہی اپنی خلاف کہا کرتی ہین اور
اپنی ہی ایک بات کو دوسری سے رد کرتی ہین اور ایسا حمق خدا نی طاری کیا ہی کہ ان پر یہہ نہین جانتے
یہہ کیا نووی پر وحی آئی تہی یا اپنی عقل سے بموجب استقرا کے پایا کی کسی مصلحت کو کہا ہی یا نفی کسی مجتہد کامل
کی ہی اور یہہ خبر غیبی اسکو بن نقل صحیح صاحب وحی سی نہ ماننا چاہئی یا نہین اسپر بنا کرکے مسلمانون کو خدا کی
اور رسول کی راہ سے ضل کرتی ہین اور کہین تیغ سے مثل افغانون اور خارجیون کے بتاتی ہین اور نہین ڈرتی اس سی کہ خود گرفتار
ہونگے ہین ان ضلالت مین لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ اور نہین دیکہتی ہو جو مولینا
نظام الدین نے کہا ہی اور یہہ غضب الہی اور حصر قدرت الہی کا کہ اجتہاد فی المذہب ختم ہے علاء نسفی کے زمانہ پر
اور اب قیامت تک کوئی مجتہد نہوگا اور یہہ سراسر غلط ہی اور اگر پوچہئے تو دلیل نہ لا سکینگے ہرگز سوچنا چاہئے
ان متعصبون سی اور جو لوگ کہ بیان کرتے ہین فضایل امام اعظم کی دلیل وجوب تقلید مین سوچنا چاہئی کہ بزرگ
ہونے کسی کی لازم نہین اوسکی تقلید تمام امور مین بلکہ وجوب تقلید کے لئے سند چاہئی شارع سے جیسی اتباع نبی کی لئی سے
قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ وَلْیَحْذَرِ الَّذِیْنَ یُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖ اور خود یہہ تینون

بڑا بزرگ جانتے ہین اور انکا طعن نہین مانتے مثل غوث اعظم کے کہ سب اُنکی بزرگی کے قائل
ہین اور کوئی اُنکی تقلید نہین کرتا بلکہ اُنھون نے حنفیونکو فرقہ مرجیہ لکھا ہی غنیہ الطالبین
مین اور انتقال کیاہے حنفی مذہب سے اور وہ جو عبدالحکیم نے لکھا ہی کہ یہہ کسی نے ملا دیاہے یہہ
غلط ہے اسلئے کہ شیخ نے سبب انکے مرجیہ ہونیکا یہہ لکھا ہی کہ یہہ مانند فرق مرجیہ کی ایمان انبیا
علیہم السلام اور عوام کا برابر جانتی ہین اور زیادتی اور کمی کے قائل نہین اور ایمان کہتی ہین فقط
تصدیق قلب اور اقرار زبانی کو بدون عمل کر اور بیشک یہہ عقیدہ حنفیون کا ہے بلکہ توضیح
کہ معتبر حنفیہ ہے اصول مین لکھا ہی کہ بعضی حنفیون کے نزدیک ایمان فقط اسی تصدیق کا اور اقرار زبانی
واسطے محفوظ رہنی کے ہی دنیا مین تہمت اور لوٹ سی اور بعضی لوگ کہتی ہین کہ اجماع ہے حقیت چارون مذہب کا
پس خلاف کرنیوالا انکا مخالف ہی اجماع کے تو اول جاننا چاہئی کہ جب چارون برحق ہوئی تو حنفی مالکی
اور آجتک کوئی عمل کرنیوالا احادیث پر بالکل کسی مجتہد کو غلط نہین کہتا بلکہ محتمل خطا جانتا ہی جیسے کہ
تمام اہل سنت جماعت اور مقلدین کا مذہب ہی چہ جائی کہ چارون غلط کہین لیکن حقیقت مین بیان کرنیوالا
اجماع کا اسجگہہ بالکل معنی اجماع کے نہین سمجھا بلکہ رواج کو اجماع کہتا ہی کہ جب بہت سی آدمی ایک کام
کرنے لگے تو اجماع ہوگیا اور اسطرح اگر دیکھئی تو رافضیون اور خارجیون کا بھی اجماع ہے اور علمائی
حقانی جیسی اوسی رد کرتے آئی مین ویسی ہی اسطرح کی تقلید کو بھی چنانچہ مولوی اسمعیل صاحب نے
اسکو ایضاح الحق مین خوب بیان کیاہے فرق اجماع اور رواج مین اور اکثر جگہہ کتب فقہ مین مروج ہے
اجماع بمعنی اتفاق کی اور وہ اجماع کہ حجت ہی شرعی وہ مراد نہین ہی اسلئے کہ معنی اجماع کے
یہہ ہین کہ کسی زمانہ مین تمام امت پیغمبر کی شرق سی غرب تک کسی دلیل قرآن حدیث سی ایک امر پر
متفق ہون پس کہنی والا اجماع کا چاہئی کہ بیان کری اول کہ یہہ اجماع عزیمت ہی یا رخصت ہی یعنی کسی نے
کہا ہی یا بعض نے لکھا اور بعض چپکی رہی اور یہہ بیان کرین کہ یہہ اجماع کس زمانہ مین تھا اور اوس زمانہ سی آجتک

سند متصل ثابت سی جیسا کہ اسناد حدیث کی جس طرح کی سند چاہتی ہین صحت حدیث کی لئی جیسا کہ
اصول حنفیہ مین ہی کہ سند اجماع کی لازم ہی اور اختلاف ایک کا مثل اختلاف کثیر کے مانع اجماع کا ہی ثابت نہ
کرین جیسا کہ مین اور پھر بیان کرین گے سعد خلاف کرنیوالی اپنی امام کی مثل محقق ابن ہمام اور شاہ ولی اللہ محدث
حنفیون مین اور محی السنہ شافعی کے خلاف کیا ہی امام کا بعض بعض مسایل مین اور ابن حزم اور ابن تیمیہ
اور دوسرا یا اور یہ قبل اس اجماع کی تھی یا بعد اور اگر بعد اس اجماع کی تھی تو منکر اجماع کا
کافر ہی پھر یہ متقی اور زاہد ہی کیونکر ہین یا فاسق اور ناری معاذ اللہ اور اگر نہ لا سکین دلیل اور نہ ثابت
کر سکین تو جھوٹی مین اپنی دعوی مین جیسا فرمایا ہی خدا تعالی نی لِیَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ
وَيَحْيَى مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ یعنی ہلاک ہوگا جو کوئی ہلاک ہوا دلیل مین اور جیا جو کوئی ثابت
ہوا دلیل مین قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ یعنی لاؤ اپنی دلیل اگر ہو تم سچی اور بعد ثابت
ہونی اجماع کی حقیقت مذاہب اربعہ پر نہین لازم آتا کہ اسکی خلاف ضلالت ہوتا ما تقدم مذہب اصحاب ظواہر کے
کہ وہ اپنی تمام مسایل جزئیہ قرآن حدیث سی ثابت کرتی ہین اور قیاس نہین کرتی جیسا ہونی حقیت
غلام آزاد کرنی سی کفارہ قسم مین لازم نہین آتا کہ دس آدمی کھلانی ناحق مین یا حقیت مذہب
حنفی سی لازم نہین آتا کہ شافعی ناحق ہین بلکہ اسکی ناحق ہونی پر دوسرا اجماع بیان کرین
چنانچہ مفہوم مخالف حنفیہ کی ہان معتبر نہین ہی اور شافعیون کے ہان بھی کئی شرطون سی ہی
کہ وہ یہان نہین ہین اور اسیطرح ثابت ہونی اس حقیقت سی نہین لازم آتی ممانعت اس بات کی کہ
کسی حنفی کو جب ثابت ہو کہ ایک مسئلہ مین حق شافعی کیطرف ہی تو رجوع کری اوسکی طرف جیسا
کہ بڑی علما معتبر کرتی آئی ہین کچھ اب ہم بیان کرینگی اونکا حال اسلئی کہ جب چارون حق
ہوئی تو خصوصیت ایک کی بانٹنی کی کیا اور جب حرام ہوا دوسری طرف رجوع کرنا تو خصیت کی
کیا ہوئی اور فرق کیا رہا روافض اور خوارج سی کہ اونکی طرف بھی رجوع جزئیات مسایل مین حرام

کہتی ہین اور اگر دیکھی تو عجب عقل کی ہین یہہ لوگ کہ ظلم فروحات ہین چاروں کو برحق کہتی ہین اور
خود امام کا قول ہی تو صحیح مین کچھ فرق ہی نہین سو جمع خلاف مین گرا کیا اور پہر مقلد مین ایک امام اعظم
کی اور دوسری طرف جانیکو حرام جانتی ہین باوجودیکہ جب حج کیا منصور نی تو کہا امام مالک سی
کہ حکم کرون مین تمہاری کتاب کی موافق پہر لکہی گئی اور بہیجوا دی گئی تمام شہرون مین لنگی
اور حکم کیا اونکو کہ عمل کرین اسپر اور نہ پرین اس سی پس کہا امام مالک نی لا تفعل هكذا
فدع الناس وما اختار اهل بلد منهم ای بادشاہ مت اسطرح اور چہوڑ دی لوگون کو اور جو پسند کیا ہی
انہون نی اپنی نفس کی لئی اور اسیطرح جب ہارون رشید نی مشورہ کی امام مالک سی کہ لٹکا دین موطا کو
کعبہ مین اور برانگیختہ کرین لوگون کو اسپر پس فرمایا لا تفعل فان اصحاب رسول الله اختلفوا في الفروع وتفرقوا
پس اصحاب رسول اللہ مختلف ہین فروع مین اور متفرق ہین شہرون مین اور طریقہ جاری ہی نقل کیا
یہہ شاہ ولی اللہ نی سیوطی سی اور اگر غور سی دیکہی تو بہت آیتین قرآن مین کہ منع کرتی ہین اسطرح
کی تقلید کو کہ رای ایک مجتہد کو مثل حکم خدا جانی اور حدیث صحیح اوسکی مقابل نمانی اور اوس سی
پہرنی کو دین سی پہرنا اور گمراہی سمجہی جیسا کہ فرمایا اتخذوا احبارهم ورهبانهم اربابا من دون الله
یعنی کر لیا اپنی علما اور مشائخ کو خدا سوای اللہ کی یعنی اونکا کہا مثل خدا کی کہنی کی سمجہی ہین
چنانچہ امام فخر الدین رازی نی اسی جگہہ تفسیر کبیر مین لکہا ہی کہ ہمنی دیکہا فقہا کی مقلدون کو اور
اونپر بہتیری آیتین جو اونکی مذہب کی خلاف تہین پرہین ان لوگون نی قبول نکیا اور دیکہا اونکو
کی رو سی اس آیت کی خلاف اور مولوی اسمعیل نی اس آیت سی تقلید کو شرک کفر لکہا ہی ان الذين
فرقوا دينهم وكانوا شيعا لست منهم في شيء یعنی جنہون نی جدا جدا پہرا اپنا دین اور ہو گئی گروہ
نہین تجہہ اونکا تو کچہہ خندہ اگر غور کیجی تو یہہ حنفی کہ شافعی کیطرف رجوع کو حرام جانتی ہین مثل رفع
کی اور آمین اور رفع یدین کہ نیوالون کو اونکی موافق ضال اور مضل کہتی ہین اور دخل مین خلاف اونکی جو علما کی

فی البلدان وکل سنة مضت ۱۲ — ۸ انفسهم

تمام امت کو شامل تھا ایکطرف سب کی جماعتین اور اسطرح اہل کتاب اپنی علما بلکہ فقہا کی قول کو جو کہ
جعلی سی تھی خدا کی طرف نسبت کیا اور کہا کہ یہہ خدا نی حلال اور حرام کیا ہی اسپر اور کہا
حضرت سی کہ تم دعوی ملت ابراہیم کا کرتی ہو اور کھاتی ہو وہ چیزین کہ جو حرام تہین سب ابراہیم
مین پس جھوٹا کہا اونکو خدا نی اور کہا کہ اسنی یہہ کچھ حرام نہین کیا اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسْرَائِیْلُ عَلٰی نَفْسِہٖ
مِنْ قَبْلِ اَنْ تُنَزَّلَ التَّوْرٰیۃُ قُلْ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰیۃِ فَاتْلُوْھَا اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ مگر جو کچھ حرام کر لیا اسرائیل نی اپنی
اوپر آپ پہلی اترنی توراۃ سی کہہ لیا و توراۃ اور پڑھو اگر ہو تم سچی پس انبیا کا حرام کیا ہوا بہی
وحی کی سند ہو خدا کی ہان اور فرمایا کہ توراۃ مین دکھاؤ اگر ہمارا حکم بتاتی ہو پس منصف غور
کری کہ اب رای ابو حنیفہ کی کس رتبہ مین ہی خدا کی نزدیک سند ہونیکو اور جو اس رای کی تعارض
صریح قرآن اور حدیث سی ہو رہتی ہین کسقدر دور ہین یہہ آیت سی بَلْ نَتَّبِعُ مَا اَلْفَیْنَا عَلَیْہِ اٰبَاءَنَا
یعنی پیروی کرتی ہین ہم جسپر پایا اپنی باپ دادون کو چنانچہ تفسیر عزیزی مین شاہ عبد العزیز صاحب
نی اس آیہ کی نیچی لکھا ہی کہ یہہ آیت اشارہ ہی ابطال تقلید مین دو طرح پر اول یہہ کہ مقلد سی
پوچھا چاہئی کہ جسکی تقلید کرتا ہی تیری نزدیک حق پر ہی یا نہین اور اگر حق پر نہین جانتا تو باوجود
احتمال مبطل ہونیکے کیون اوسکی تقلید کرتا ہی اور اگر حق جانتا ہی تو اسکو تو کس دلیل سی جانتا ہی
اگر دوسری کی تقلید سی ہی تو بہی گفتگو اوسمین ہی اور تسلسل لازم آیا اور اگر عقل سی جانتا ہی تو پس اوس
عقل کو کیون حق شناسی مین صرف نہین کرتا اور تقلید کی عار اپنی اوپر کیون پسند کرتا ہی اور
دوسری یہہ کہ جسکی تقلید کرتا ہی تو اگر یہہ مسئلہ اوسنی بہی تقلید ہی جانا ہی پس تو اور وہ برابر
ہوئی پس اوسکو کیا مرجح کہ جسکی تقلید کرتا ہی تو اور اگر دلیل سی جانا ہی تو بیچ سی تقلید
جب ہو کہ تو بہی اوسی اوسی دلیل سی جانی اور نہین تو مخالف ہی نہ مقلد اور جب تو نی اوس مسئلہ
کو دلیل سی جانا تو تقلید کہان سی پس تقلید حقیقت مین بی دلیل اللہ اور رسول کی جانب سی

ہی اسباب پر سارا قرآن اور تمام علما حقانی سلف سی آج تک چنانچہ فرمایا ہی لقد کان لکم فی رسول اللہ
اسوۃ حسنۃ و اطیعوا اللہ ورسولہ ان کنتم مؤمنین و لیحذر الذین یخالفون امرہ ان تصیبہم
فتنۃ او یصیبہم یعنی ہی واسطی تمہاری رسول اللہ کی تابعداری بہتر اور اطاعت کرو اللہ
کی اور رسول کی اگر ہو تم مسلمان اور ڈرتی رہیں وہ لوگ کہ خلاف کرتی ہیں حکم پیغمبر کی یہ کہ لگی انکو
فتنہ یا پہنچی عذاب دردناک پس غور کر لیں اب مقلد اپنی جی میں جو حدیث صحیح صریح حضرات اور احکام دین
کاملین کا خلاف کرتی ہیں امام کی کہنی سی کیو داخل ہیں ان آیتوں میں نہیں یا ایہا الذین آمنوا
اطیعوا اللہ ورسولہ ولا تولوا عنہ وانتم تسمعون ولا تکونوا کالذین قالوا سمعنا
وہم لا یسمعون یعنی ای ایمان والو تابعداری کرو اللہ کی اور رسول کی اور مت پھرو اوس سی اور
تم سنتی ہو اور نہ ہو جاؤ مانند اونکی جنہوں نی کہا کہ ہم سنی سنا اور مانا اور وہ نہیں سنتی جیسی اس
زمانی کی مقلد مثل یہود و نصاری کی اپنی مجتہدون کی آگی قرآن حدیث کی نہیں سنتی قل
اطیعوا اللہ والرسول فان تولوا فان اللہ لا یحب الکافرین ط
یعنی پیروی کرو خدا اور رسول کی اور مت پھرو اوس سی اللہ دوست نہیں رکھتا کافرون کو قل
ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ یعنی اگر تم دوست رکھتی ہو خدا کو تو پیروی کرو
میری دوست رکھیگا تمکو اللہ جیسکہ اس زمانی کی مقلد کہتی ہیں کہ ہم اپنی مجتہد کی خلاف نکرینگی گو کیسی ہی
حدیث صحیح ہو چنانچہ سو بہ سی کہتی ہیں صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی حدیثون کو کہ اصح الکتب ہیں اور اوپر
عمل نہیں کرتی اور محرمات اتفاقی امت میں سرشار ہیں مثل شراب خوری اور امرد پرستی اور فیصلہ معاملے
کافرون کی قاعدون پر مثل سننی گواہی کافرون کی مسلمانون پر اور میراث دینی کافرون کی اور کوئی نہیں کہتا
کہ فتوی انکا شرع میں معتبر نہیں اسلئی کہ وہ فاسق معلن ہیں اور شرائط جو قاضی اور مفتی کو چاہئیں
نہیں رکھتی حالانکہ قاضی اور مفتی کو مجتہد ہونا شرط ہی گو کہ شرط اولویت ہیں جیسکہ مجتہد کی شرائط ہیں

اور مجتہد اوسی ہوتی ہین کہ جسی کتاب پڑہو یا دہو فقط اور اسیطرح حدیث سی معلوم ہوتا ہی کہ جب حضرت نی
ستر قیدیون بدر کو کچھہ لیکر چھوڑ دیا اور حضرت عمر رضکی رائی انکی موافق گردن مارنی تو نازل ہوئی ایت
لولا کتاب من اللہ سبق لمسکم فیما اخذتم عذاب عظیم یعنی اگر نہوتا حکم خدا کا پہلی سی
تو البتہ آتا عذاب بڑا بسبب اس لینی کی اور فرمایا حضرت نی کہ لو نزل بنا عذاب ما نجی الا عمر
اور مثل اسکی بہت جگہہ ہی اور بعضی مذکور ہین اصول بزدوی مین اور چاہا حضرت نی یوم احزاب کو کہ دین
مشرکین کو نصف ثمر مدینہ تا چلی جاوین پس کہڑی ہوی سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ اور کہا دونون
نی ان کان ہذا بالوحی فسمعا وطاعۃ وان کان عن رای فلا نعطیہم الا السیف
اگر یہہ حکم وحی سی ہی تو سر آنکہون پر اور اگر آپ اپنی رائی سی کہتی ہین تو نہ دین گی ہم اونکو سوای تلوار کی
اور نہ دیا اونکو ثمر آخر حضرت نی کہا اونسی جو صلح کی لئی آئی تہی کہ جاو تم نہ دینگی ہم تمکو مگر تلوار اور اسیطرح
قصہ بریرہ کا اور حدیث تابیر نخل کی مشہور ہی پس جب حضرت کا کہنا نہ ماننی سی کہ جو وحی سی نہتہا تب
نی کفر تو کیا عتاب تک بہی نفرمایا اور جو وحی سی حکم کی وما کان لمؤمن ولا مؤمنۃ اذا قضی اللہ ورسولہ
امرا ان یکون لہم الخیرۃ یعنی نہین کام کسی مسلمان مرد اور عورت کا کہ جب اللہ اور رسول اوسکا حکم کری اسکو
تو پہر اختیار رہی ونکو اپنی کام کا پس لوگ جو کسی مجتہد کی ایک رائی ماننی والی کو کہ خود ہی تعین نہین
جانتی اور احتمال خطا کہتی ہین معاذ اللہ ضال اور مضل بلکہ کافر کہتی ہین وما یضلون الا انفسہم وما یشعرون
اور روایت ہی موطا مین کہ فرمایا حضرت نی نہ گمراہ ہوگی تم جبتک تمسک پکڑوگی کتاب اور سنت سی اور فرمایا
حضرت نی وصیت کرتا ہون مین تمکو ساتہہ پرہیزگاری اور تابعداری خلیفہ کی اور جو کوئی جیگا تمسی وہ دیکہیگا
اختلاف بہت فعلیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المہدیین وعضوا علیہا بالنواجذ
پس لازم پکڑو تم اپنی اوپر طریقہ میرا اور طریقہ خلفای راشدین کا خوب مضبوط اور نہین کہا طریقہ کسی
مجتہد کا اور فرمایا ہی کہ ہمیشہ رہی گا ایک طایفہ حق پر اور نہ ضرر دیگا اونکو کوئی مخالف ونکا قیامت

کہا اور کہا علی ابن مدینی نی کہ وہ صحیح حدیث ہی روایت کیا ہی مسلم اور ابوداؤد اور ترمذی نی
اور فرمایا ہی کہ ایک قوم اختیار کرینگی طریقہ سوای سنت میری کی اور ہدایت چاہینگی میری کلام
کی سوا کہا حذیفہ نی کیا فرماتی ہین آپ ایسی وقت مین کہا لازم پکڑ اطاعت خلیفہ اور جماعت مسلمین کی اور
اگر نہو جماعت اور امام تو یکسو ہو ان فرقون سی روایت کیا بخاری مسلم ابوداؤد نی اور فرمایا ہی احسن
الحدیث کتاب اللہ واحسن الھدی ھدی محمد رسول اللہ اور فرمایا ہی ان الشیطان فارق الجماعۃ
مجانبین ومن فارق الجماعۃ شبرا فقد خلع ربقۃ الاسلام
عن عنقہ رواہ ابوداؤد یعنی شیطان ساتھ ہی جدا ہونیوالی کی جماعت سی اور
جو جدا ہو جماعت سی ایک بالشت پس نکال لی رسی اسلام کی اپنی گردن سی اور غور کیا چاہیی
کہ جو لوگ تمام علمای جہان کی امت کو مثل فقہای ایک مذہب کی جانتی ہین وہ لوگ تفریق کرتی ہین جماعت کی
یا واجب کہتی ہین تقلید ایک شخص معین کہ شافعی کی موافقت کو بعض مسائل مین حرام جانتی ہین
وہ لوگ وہی ہین تفریق کرنیوالی جیسی موسی ہین خود اور عیسی ہین خود اور حقیقت مین یہہ دعوی ہی ایک جدید
شریعت اور رسالت کا جیسی کوئی مسلمان کہ ابحضرت موسی یا عیسی کی دین پر عمل کری تو ہرگز مقبول نہین اسیطرح
دین حق مین ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ یعنی جو کوئی اختیار کری سوای اسلام کی اور دین
تو قبول کیا جاویگا پس جیسا خدا نی غیر مقبول کیا ہی اور دینون کو دین اسلام کی روبرو اسیطرح یہہ لوگ
بہی حق کہتی ہین لیکن ایکطرف سی دوسری طرف جانی کو مثل نصرانی اور یہودی ہوجانیکی جانتی ہین
اور منع کرتی ہین پس گویا انہون نی تفریق کی جماعت حنفی و شافعی کی مثل تفریق عیسی اور
موسی کی کہ منع ہی ان الذین فرقوا دینہم اور داخل ہوی اس آیہ مین اپنی طرف سی واجب کہنا اوسکو
جسکو واجب کیا تہا خدا نی قل اللہ اذن لکم ام علی اللہ تفترون ومن اظلم ممن افتری
علی اللہ کذبا ام اتیناہم کتابا فہم علی بینۃ منہ بل ان یعد الظالمون بعضہم بعضا الا غرورا

ہی تمکو اون پر یہی خبر دانی اپنی خدا پر جھوٹ بولتی ہو اور کون ظالم اوس سی جو خدا پر جھوٹ باندہی
کیا ہو سنی ہی ہی اونکو کتاب کہ بھلا اوس دلیل پر مین بلکہ نہین عہدہ کرتی بعض ظالم بعض سی
مگر دغابازی اور فریب کرتی ہین اور حق اسباب مین وہی جو لکھا ہی علماء عصر محقق دوران مصدق
علمای امتی کا انبیای بنی اسرائیل مولوی اسمعیل شہید نی ایضاح الحق مین کہ تمام قیاسی مسئلہ نسبت
حکمی کی قسم سی ہین انکو سنت سمجھی جانا بدعت ہی اور اسنا باتقلید مین ایک دلیل اقناعی عوام کی
سمجھکر خوب بیان کی ہی جسکو بہ تفصیل دیکھنا ہو اوسمین دیکھی اور وہ یہہ کہ ایک بادشاہ نی اپنی لوگون
کو حکم کیا اپنی فرمان کی اطاعت کا اور ایک اپنی نائب کو جسکو اپنی طرف سی مقرر کیا پھر ایک شخص
مہاورہ زبان فرمان اور گفتگو اوس نائب سی واقف نہین تو پوچھلی اوسی کسی واقف زبان سی اور جب
ایک کسی سی ایکبار پوچھا تو لازم نہین کہ ہمیشہ اوسی سی پوچھی اور اوسنی جو نکتی اور باریکیان اوسمین سی
نکالی ہین وہ سب فرمان کی حکم سی جانی بلکہ اگر کوئی شخص ایسا کہی کہ یعنی ایکدفعہ فلانی سی
پوچھا تھا اب ہمیشہ اوسی پر چلونگا یا جہان حسین کہ اپنی ہمین علماء زمین سے سنا ہے سی گئی کچھ تمیز اور درمیون
کی ساتھہ وہان یہہ بھی کہی کہ فلانی کی مصلحت پر چلنی والا تو البتہ اسکی نادانی پر لوگ ہنسی گی
بلکہ اگر جانکر اس بات کو اور اون حکمون نکالی ہوون کو احکام بادشاہ سی گنی اور اوسکی اطاعت
کو مثل اطاعت نائب بادشاہ کی جانی تو یقین ہی کہ معرض عتاب مین گرفتار ہو اور موخذہ شاہی مین
آجاوی اور باغیون مین گنا جاوی کہ ایک بات اپنی طرف سی جاری کرتا ہی کہ اصل سبب فساد سی پس احکام
بادشاہ فرمان عالیشان ہی اور نائب خدا محمد الرسول صلعم پس جو حکم معلوم ہو پوچھلی جس
عالم حقانی سی جی چاہی اور تخصیص ایک کی سبب فساد ہی اور مثال قرآن اور پیغمبر کی مثل طبیب
کی ہی واسطی سمجھانی نادانون کی اور راہ دکھانی گمراہون کی پس جو کوئی کہی کہ حدیث اور
قرآن سمجھنی کو بڑا علم چاہی اور بڑی فہم ضعیفون کا کام تو مثال اوسکی یہہ ہی کہ جیسی کہے کوئی کہ طبیب واسطے

ڈہبرنی ہندوستون کی ہی اور یہہ انتہا نادانی کی ہی بلکہ قرآن اور حدیث تمام زیادہ تر انجانون کی
سمجھا نیکو ہی پس منع ہی یہہ تقلید قرآن اور حدیث سی اور منع کرتی رہی اوسکو صحابہ اور تابعین
اور تبع تابعین اور تمام علماء حقانی سلف سی آج تک جیسا کہ بیان کرتی ہین ہم کتب معتبرہ سی زانغ
صحابہ سی لیکر اس زمانہ تک کہ تمام اہل حق سب اونکو حقانی جانتی ہین منع کرتی رہی اس تقلید
سی لوگون کو اپنی زمانہ مین پس فرمایا ابن عباس نی نہین ڈرتی تم یہہ کہ عذاب کئی جاؤ یا
دہسائی جاؤ زمین مین یہہ کہتی ہو تم کہا رسول اللہ نی اور کہا فلانی نی اور قتادہ سی کہ کہی
ابن سیرین نی ایک شخص کو ایک حدیث پس کہا اوسنی کہ فلانا یون کہتا ہی پس غضب ہوا ابن سیرین
کہ مین کہتا ہون حدیث اور تو کہتا ہی کہ فلانا یون کہتا ہی فند امی سی ہی کہ لکھا ہی عمر ابن
عبد العزیز نی کہ نہ ماننا کسی کی رائی مقابل قرآن اور حدیث کی اور رای مانون کی وہان ہی کہ
جہان نہین قرآن اور حدیث۔ روایت ہی عمس سی کہ تہی ابراہیم نخعی ستا ابی حنیفہ کی کہتی تہی
کہ کہڑا ہو بائین طرف پس حدیث کی اونکو سمیع الزیاد نی ابن عباس سی کہ حضرت نی کہڑا کیا تہی اپنی
طرف پس کہنی لگتی تہی اور چہوڑ دیا وہ اور روایت ہی شعبی سی کہ ایک نی پوچھا ابراہیم
سی پس نقل کیا اونہون نی قول ابن مسعود کا پس اوسنی کہا کہ آپ اپنی رائی کہی پس کہا
کیا تعجب نہین کرتی تم اس بات سی اور پوچھتی ہو میری رائی اور دین میرا ہی آثار مین دیکہا میری
کہ یہہ سب آثار سند دارمی مین مین اور روایت کی ترمذی نی سائب سی کہ تہی ہم وکیع پاس پس
کہی ایک رجل کو ایک حدیث پس کہا اوسنی قول ابراہیم نخعی کا پس غصہ ہوئی وکیع بہت اور کہا کہ
مین کہتا ہون کہا رسول اللہ نی اور تو کہتا ہی کہا ابراہیم نخعی نی لائق ہی تو اسکی کہ قید کیا جاتی
اور نہ نکالا جاوی مرتی دم تک اور روایت ہی عبد اللہ ابن عباس اور عطا اور امام مالک مجاہد
سب کہتی تہی کہ نہین ہی کوئی مگر بعض کلام اوسکا مردود ہی اور بعض مقبول سوا رسول اللہ کی

اور بیان ہوا منع کرنا امام مالک کا تعلیق منطا اور عمل کرنے سے فقط اوسپر پس ہیچ حال ہی
قرون مشہود لہا بالخیر کا چنانچہ لکھا ہی شرح مسلم الثبوت مین کہ کہا عراقی نی کہ منعقد ہی
اجماع اسپر کہ جو مسلمان ہو اوسی اختیار ہی کہ تقلید کری جسکی چاہی علما سی بدون روک کی
اور اجماع صحابہ ہی اسپر کہ جو فتوی پوچھی امیر المومنین ابوبکر اور عمر سی اور سی چاہی کہ پوچھی
ابوہریرہ اور معاذ بن جبل وغیرہ سے اور چلی اونکی کہی پر اور لکھا ہی کہ تہی ابو حنیفہ اور شافعی
اور اور اصحاب انکی کہ نماز پڑہتی تہی پیچھی ائمہ مدینہ کی جو مالکی مذہب تہی اور وغیرہ اگرچہ نہ پڑہتی
ہون بسم اللہ سرا نہ جہرا اور نماز پڑہائی ہارون رشید نی لہو نکلوا کر موافق فتوی دینی
امام مالک کی پس نماز پڑہی ابو یوسف نی اوسکی پیچھی اور نہ پہیری اور تہا مذہب امام احمد حنبل
کا وضو کرنا رعاف اور حجامت سی پس پوچھی گئی وہ کہ اگر ہووی امام کہ نکلا خون اور نہ وضو
کیا اوسنی کیا نماز پڑہو گی تم اوسکی پیچھی پس کہا امام نی کہ کیونکہ نہ نماز پڑہونگا مین پیچھی امام مالک
اور سعید ابن مسیب کی اور ابو یوسف اور محمد دو نو تکبیرین کہتی تہی عید مین ابن عباس کے
موافق اسلی کہ ہارون رشید دوست رکہتا تکبیر انکی جد کی اور مذہب ابو حنیفہ کا تہا
تکبیر ابن مسعود کی جیسا کہ لکھا ہی ہدایہ مین کہ خلاف مذہب ابی حنیفہ کا تہا تکبیرات عید
مین واسطے خاطر عباسیون کی ہی اور نماز پڑہی شافعی نی صبح کی قریب مقبرہ ابو حنیفہ کی
پس نہ قنوت پڑہی ادب کیواسطی لکھا ہی یہہ سب شاہ ولی اللہ محدث نی انصاف مین اور اگر
غور سی دیکھی تو یہہ حنفی مخالف مین آپ اپنی اصول کی کہ اصل بناتی ہین کچھہ اور کرتی ہین کچھ
اور پس قاعدہ ہی انکا کہ خاص بین ہی نہین حاجت اوسی بیان کی پس قول خدا کا
اسجدوا وارکعوا اور حدیث کہ نہین تمام ہوتی نماز مرد کی یہان تک کہ سیدہی کری پیٹھہ
پس نہین قابل فرضیت طمانیت کی اور نہین کرتی حدیث کو مبین آیت کا اور قول

دامنگیر ہو وی سکو مین کہتی ہین حدیث ناسخہ کو بیان اور قاعدہ ہی انکا کہ عام قطعی ہی شامل
خاص کی پس ہیچ قول فاقرؤا ما تیسر من القرآن کی ہمین التی لا صلوۃ الا بفاتحۃ الکتاب
کو مخصص اور ہیچ قول فما استیسر من الہدی کی مخصص کہتی ہین حدیث انما ہو الشاۃ فما فوقہ اور قاعدہ ہی
کہ نہین واجب عمل حدیث غیر فقیہ پر اور ترک کیا حدیث مصراۃ کو جو مروی ہی فقہاء صحابہ سی اور مذہب
ہی عیسی ابن ابان کا اور مختار ہی اکثر متاخرین اور کرخی اور بہت علما کی عدم شرط نزدیک فقاہت
راوی کی اور عمل کیا حدیث قہقہہ اور حدیث عدم فساد صوم پر بہولکر کہانیسی اور اسطرح کی خرابیان
اس مذہب مین بہت ہین چنانچہ جانتی ہین اصول بزدوی کی دیکہنی والی اور لکہا ہی عقد الجید
مین شاہ ولی اللہ نی کہ ہر مجتہد مصیب ہی موضع خلاف مین کہا ہیہ شیخ ابو الحسن اشعری اور قاضی
ابو بکر اور ابو یوسف اور ابن شریح اور محمد نی اور نقل ہی یہہ جمہور متکلمین اور اشاعرہ سی اور
یہی منقول ہی معتزلہ سی اور کتاب الخراج ابو یوسف مین اسطرح اشارہ صریح اور وہ جو منقول ہی
آئمہ اربعہ اور جمہور فقہا سی کہ ہر مجتہد مخطی اور مصیب ہی تو تعیین مصیب معلوم ہوتا ہی
کسی کو اور احتمال خطا کا سب کی ساتہہ برابر ہی پس اختیار کرنا ایک کا صورت مین لازم کرتا ہی ترجیح
بلا مرجح کو اور لکہا ہی امام غزالی نی احیاء العلوم مین کہ جنکی تقلید کی خلایق نی اور تابعدار ہوئی
بہت سو پانچ ہین ائمہ اربعہ اور سفیان ثوری اور کہا الفیہ مین عراقی نی اور زکریا انصاری نی
اوسکی شرح مین کہ اصحاب مذاہب پانچ ہین ایک سفیان ثوری اور انکا مذہب پانچ سو برس تک رہا اور
عینی نی شرح بخاری مین لکہا ہی کہ امام چہ ہین دو سفیان ثوری اور داود روایت ہی شرح
سنن دارمی مین کہ لکہا ابن عمر نی طرف انکی اگر پاوی تجہکو کوئی چیز کتاب اللہ مین تو فیصلہ کر ساتہہ
اوسکی اور نہ غافل کر لوگون کو اوس سی اور اگر نہ پاوی کتاب اللہ مین تو دیکہہ سنت
رسول اللہ مین پس حکم کر اوسکی موافق پہر اگر نہ ملی کتاب اور سنت مین تو نظر کر کہ پہر جسمین آدمی

پس عمل کرے اوسپر پس اگر نہ ملے یہہ بھی تو اجتہاد کرے اگر چاہے تو پس یہی حال تہا صحابہ کا اب
آگے چلپی صاحب بحر الرائق کتاب القضا سے فتح القدیر سے نقل کرتا ہے کہ کہنا بعض علما کا کہ تقلید کی
مین نے ابو حنیفہ کی جو فتوا دیا ہے اونہون نے مسائل مین اور لازم پکڑا مینے عمل کو اوسپر اور وہ
نہین جانتا صورتین اون مسئلون کی نہین ہے حقیقت مین تقلید بلکہ وعدہ ہے تقلید کا پس جو کوئی مسئلہ پیش
آویگا تو عمل کریگا ابو حنیفہ کے قول پر پس جب مراد ہوئی تقلید سے یہہ پس نہین کوئی دلیل اوپر واجب
ہونے تقلید کسی مجتہد معین پر اسکے کہنے اور نیت کرنے سے شرعا بلکہ دلیل مقتضی ہے اسکو کہ عمل کرے
کسی مجتہد کے قول پر جب ضرورت پیش آوے موافق آیت فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ اور یہہ ثابت ہوا ہے
اوس وقت کہ طلب کیا جاوے حکم کسی صورت خاص مین اور اوسوقت جب ثابت ہو جاوے قول کسی
مجتہد کا واجب ہو جاتا ہے عمل اوسپر اور یہہ اگر ایسی باتین لازم کرتا ہے واسطے بچنے لوگون کے
رخصتون سے مگر الا لیکہ تابع کوئی ہر مسئلہ مین وہ قول مجتہد کا جو آسان ہوتا اوسپر سو مین نہین جانتا
کہ کونسی چیز مانع ہے اس سے دلائل عقلی و نقلی سے کہ پیروی کرے آدمی اوسکی جو آسان ہووے اوپر
قول مجتہد سے کہ صحیح دیکھا تہا اور نہین جانتا مین شرع سے برائی اوسکی کہ پیغمبر خدا دوست
رکہتے تہے اوس چیز کو جو آسان ہوا اوپر امت کے اب موافق قول محقق ابن ہمام حنفی کی اس عہد سے
واجب نہین ہوئی تقلید تمام مسائل مین اور جو لوگ کہ واجب کرتے ہین چند مسائل کسی مجتہد کی ہی
تقلید اوس مجتہد کی تمام امور مین تو چاہیے کہ بیان کرین اوپر قول ابو حنیفہ یا ابو یوسف یا محمد
یا اور صحابہ ابو حنیفہ کا اور اگر اپنی اجتہاد سے مراد جب کرتے ہین ہا کسی اور کی کہنے سے سوائے ابو حنیفہ
اور اونکے شاگردون کی تو چاہیے کہ اورون کو بہی جب اونکو قول کسی مجتہد کا کتاب و سنت
سے اوثق معلوم ہو تو معذور اور ماجور رکہین اور شرح منیہ قاضی محمد کی مین کہ مصنف اوسکا
سنہ آٹہہ سو اٹہارہ تک باقی تہا لکہتا ہے کہ جب معلوم ہو جاوے صحیح حدیث تو عمل کیا جاوے

حدیث پر اگرچہ ہو خلاف مذہب کی اور نہین نکلجاتا یہہ اس سبب سی حنفی ہونی سی پس البتہ ثابت
ہی یہہ قول امام اعظم کا کہ جب ثابت ہو جاوی حدیث وہی ہی مذہب میرا اور نقل کیا ہی اس
قول کو ابن عبد البر نی امام اعظم سی اور اور اماموں سی انتہی اور شیخ عبد الوہاب شعرانی
مصنف یواقیت الجواہر کبار محدث اور فقیہہ اور عارف مشہور ہی اور تنبیہ الضالین مین ہی اونکی
قول کی سند لی ہی میزان مین لکھتا ہی کہ کامل مسلمان نہین ہوتا آئے کو باعتبار عمل کے تمام
شریعت پر کبھی جبتک کہ وہ مقید ہی ایک مذہب کا اور لکھا ہی وسکی امام لی کہ جب صحیح ہو حدیث
وہی مذہب ہی میرا اس سبب چہوڑنی اس تقلید کی بہت سی حدیثون کو کہ صحیح ثابت ہو چکی مین اونکی
اماموں کے نزدیک اور یہہ اس مقلد سی مکھینا ہی بنائی کی ہوتی اور نہ سمجھنا ہی اپنی امام کا
کلام اسلیے کہ اگر اوسکا امام اپنی وفات سی کہتا کہ مین خوب جانتا ہون شان کلام پیغمبر کی تو البتہ کہتا
اذا صح الحدیث فہو مذہبی اور یہہ کلام نفیس ہی پس شریعت نہین کامل ہوتی جبتک نہ ملاوی سب حدیثون
اور مذہبون کو بعض کو بعض کے ساتھہ اور اوسی میزان مین لکھا ہی کہ یہہ جو منقول ہی کسی ولیا سی
کہ وہ حنفی تہی یا شافعی یہہ ذکر ہی پہلی رتبہ کمال سی پہونچنی کا تہی اور لکھا ہی قاضی محمدانی
شرح منیہ مین بحر الرائق سی نقل کرکی کہ جائز ہی تقلید جس مجتہد کی چاہئی اگرچہ مرتب ہون
مذاہب جیسی اس زمانون مین اور جائز ہی انتقال اپنی مذہب سی لیکن نہ پیروی کری رخصتون کی اور
لکھا بعد نقل کرنی اس کلام ابن حجر کی کہ معلوم ہوا ہمارے اس تقریر سی کہ جائز ہی تقلید آئمہ اربعہ
اور اور مجتہدون کی سوائی روافض اور خوارج اور ظاہریہ کی اسلیے کہ مذہب سب بہتر مین اور
یہہ قسم جواز اور افضل سی ہی نہ قسم خطا اور صواب سی پس اگر کوئی کہے کہ لکھا ہی منتقی مین
کہ جب پوچھی جاوین اپنی اور غیر کی مذہب سی فروع مین تو کہین ہم کہ مذہب ہمارا صواب ہی محتمل خطا
کو اور مذہب دوسری کا خطا ہی محتمل صواب کو پس معنی اسکی یہہ مین کہ اصبنا الاولی والمخالف

الاولی یعنی مجھی پہنچی اولاکو اور مختار الفقہ جو کا اولویت سی جیسا کہ صریح لکھا ہی اوائل الطہر
کہ جب عالم کبھی عالم کو خطا کی تو بی تو معنی اسکی یہہ مین کہ جو کا تو را اوسکو لایق علما کی تہی سلفی
کہ اعتقاد اوسکی صواب کا یقینی نہین بلکہ ظنی ہی اور گواہ ہی اس بات پر یہہ قول اونکا کہ جب ہون
دو قول کہ ایک اصح دوسرا صحیح تو اولی ہے صحیح کو لینا اور اگر اصح کو لیا اور صحیح کو چھوڑا تو بہی
درست جیسا کہ یہہ لکھا ہی اوائل در مختار مین ہی اور یہہ واسطی اعتقاد سبکی صواب جاننی کی ہی
انتہی اور شیخ عبد الحق دہلوی محدث نے بیچ اپنی رسالہ تعرف فی معرفۃ الفقہ والتصوف مین لکھا
ہی کہ کہا ابو محمد بن حزم الظاہری نی نہین جانتی ہم کسیکو اون تینون قرنون مین سی کہ بہتر تہی کہ
کرتی کسیکی تقلید کی ہو اور پایا مینی اس بات کو بعد اون قرنوں کی بغیر انکار کی کسی سی پس ہو گیا قایم مقام
اجماع کی اور دلیل اونکی یہہ آیت ہی فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون اور کہتی ہین کہ اسکو حکم
ہی اتباع کتاب اور سنت اور اجماع اور اقوال علما کا جو کچھہ فتوا دین پھر کیا وجہ تعین اور خاص
کرنی ایک مجتہد کی اور اسی بات کی طرف اشارہ کیا ہی پیغمبر نے کہ صحابی میری مانند ستارون کی
ہین جنکا اتباع کروگی تم راہ پاؤگی سیکو معین نہین کیا اور علما ہی تمام اونکی حکم مین ہین اور یہہ قول
بہت قریب ہی ساتھہ انصاف کی انتہی اور ذکر کیا ہی محیط اور ذخیرہ مین امام محمد سی بیچ مقدمہ
ایک شخص مین کہ فقیہ نہین ہے اور مبتلا ہوا ایک عورت کی جھگڑی مین پھر پوچھا کسی فقیہہ سی
پس فتوا دیا اوسنی حلال اور حرام ہونی پر پس یقین جانا اوسنی اور جاری کیا اوسکو پھر پوچھا
اسنی فقیہہ اور کسی سی بعینہ اوسی صورت کو اور کسی عورت کی جھگڑی مین پھر فتوا دیا خلاف اسکی تو گنجایش
ہی اوسکو دونون مین جسپر چاہی عمل کری اور اگر اوسنی پوچھا کسی بڑی سی اور فتوا دیا اوسنی
کچھہ حلال یا حرام ہونیکو پھر نقض ہوا اوسکو اوسکا کہنا اپنی بیوی کی حق مین یہانتک کہ پوچھا
کسی فقیہہ سی پھر فتوا دیا اوسنی خلاف پہلی کے پس جاری کیا اسنی اوسکو اپنی بیوی پر اور چھوڑ دیا پہلی فتوی کو

درست ہی دیکھو کہ یہہ امام محمد نے یہہ سب قول مین امام اعظم اور ابو یوسف کی اونقل کیا خانیہ میں
اس مسئلہ مین کہ اگر کوئی کہی کہ جس سی نکاح کرون مین تو طلاق ہی کہا اصحاب ابو حنیفہ نی کہ یہہ تخصیص
جب فتوی پوچھی کسی پرہیزگار سی پس فتوی دی وہ اسکو کہ یہہ قسم تیری باطل ہی درست ہی اوسکو
کہ مان لی اوسکا کہنا اور چھوڑ دی اپنی بیوی کو پھر اگر نکاح کری اور بعد اوسکی اور یہہ قسم
کہا چکا ہی کہ جس عورت سی مین نکاح کرون تو طلاق ہی پھر فتوی پوچھا کسی فقیہ سی
پھر اوسنی کہا یہہ قسم درست ہی اور طلاق واقع ہوئی پس چھوڑ دی پہلی کو اور دوسری کو
چھوڑ دی اور یہہ سب دلیلین ہین اس بات پر کہ جائز ہی رجوع کرنی فقیہہ کی قول سی اور
یہہ کہ ہو وی کہ شافعی بعض مسئلون مین اور حنفی بعض مین نہین اور جب تقلید اونکا تمام حسین
کی اسطرح پر کہ رجوع کری اوس سی طرف غیر کی نزدیک ابو حنیفہ اور اوکی اصحاب کی جیسا کہ
نقل کیا ذخیرہ سی پھر لکھا کہ البتہ عمل کیا ہی بعض مجتہدین نی بعض مسایل مین اپنی مخالف
کی قول پر جب مصلحت دیکھی اوسمین پس جب درست ہو یہہ واسطے مجتہد کی باوجود اسکی کہ اوسکو
اپنی رائی کے موافق وجہ بھی پس مقلد اولی ہین اس بات مین جب دیکھی مصلحت غیر کے قول مین
جیسی نقل کیا ہی مبسوط شیخ الاسلام سی کہ امام شافعی نے سر منڈوایا اور تمام بال ونکے
گری اونکی بدن اور کپڑون پر پھر کھڑی ہوئے اور نماز پڑہی اسیطرح بعد اونکی ندمت مین
یہہ مانع تھا جواز نماز سی پس جب کہا اوسنی تو کہا عمل کرتی ہم عراقیون کے قول پر ضرورۃ
کی وقت اور اسیطرح لکھا ہی بزازیہ مین بھی ابو یوسف خبر دی گئی ساتھ ہونے کے ہو جانے
کی غسلخانہ کی بتا دی مین بعد چلی جانی لوگون کی نماز جمعہ سی اور ابو یوسف نہائی تھے
اوسی حمام سی پس کہا عمل کرتی ہین اپنی بھائی مدینہ والون کی قول پر جب پہنچی پانی قلتین
کو تو نہین نجس ہوتا اور نتھا یہہ مذہب اونکا بعد اسکے بیان کی ہین صورتین دفعہ حرج اور

اور مصنف اعمال مومنین ارشوم لمولکی اور تفسیر احمدی مین نقل کیا ہی امام ابو حنیفہ سی اور
صاحب والیہ نی لکھا ہی وصیہ مین تیج فضائل صحابہ کی کہ پوچھی گئے امام اعظم
کو جب کہو تم ایک بات اور قرآن مخالف ہو اوسکی کہا چھوڑ دو میری بات کو قرآن کی مقابل پھر
کہا جب مخالف ہو حدیث کیا چھوڑ دو میری قول کو حدیث کی مقابل پھر کہا جب مخالف ہو
قول صحابہ کی کہا چھوڑ دو میری بات کو قول صحابہ کی مقابل اور کہا ابو حنیفہ نی نہین جائز
اوسکو جو نہ پہچانی دلیل میری یہہ کہ فتوی دی میری کلام پر اور کہا امام نے نہ تقلید کرو تم
میری نہ مالک کی نہ اور کسی کے اور سمجہو احکام کو جہان سی لئی گئی ہین کتاب سنت سی اور اسیطرح شعرانی
نی یواقیت الجواہر مین بیان عقائد الاکابر اور میزان مین یہہ سب قول امام کی نقل کی اور
کہا کہ ابو حنیفہ کہتی جب فتوا دیتی تہی کہ یہہ رائی ہی میری اور مین نی تحقیق کی ہی بہتر بات
اپنی نزدیک پس جو اس سے بہتر کہی وہ بہتر ہے اس سی اور روایت کی حاکم اور بیہقی نے
شافعی سی کہ وہ کہتی تہے اذا صح الحدیث فہو مذہبی اور جب دیکہو میری بات مخالف حدیث
کی تو عمل کرو حدیث پر اور مارو میری بات کو دیوار سی اور کہا ایکدن مزنی کو کہ ای ابراہیم
نہ تقلید کر میری ہر بات مین اور غور کر تو اسمین اپنے واسطے البتہ یہہ مقدمہ دین کا ہے اور
اسیطرح لکھا ہی مسند ابو حنیفہ مین کہ ہم نہین قیاس کرتی مگر ضرورت کی وقت جب نہین پاتی کتاب
اور سنت اور قول صحابہ کچھ اور جو پہنچا ہمکو رسول سی پس سر آنکہون پر ہی اور نہین خلاف
کرتی ہم اوسکا اور جو پہنچا صحابہ سی اختیار کرتے ہین ہم اسکو اور انکی سوا وہ بھی آدمی ہین اور ہم
بہی روایت ہی ابی مطیع بلخی سے کہ آئی سفیان اور حماد اور مقاتل اور جعفر امام اعظم پاس اور کہا
کہ تم قیاس بہت کرتی ہو دین مین اور پہلی قیاس ابلیس نے کیا ہی پس مناظرہ کیا امام نے اونسی صبح
کوفہ مین اور بیان کیا اپنا مذہب پس مختلف ہوئی اور نہ متفق ہوئی کسی چیز پر اور کہا کہ تم سید العلماء ہو

اور اسی طرح لکھا کہ ابوجعفر منصور نے امام اعظم کو کہ تم مقدم کرتی ہو قیاس کو پس لکھا
ابو حنیفہ نے اسی خلیفہ مین عمل کرتا ہون کتاب اللہ پر پھر سنت پر پھر فیصلون صحابہ پر پھر قیاس
کرتا ہون اسکے بعد پس یہہ تصریح ہی امام سی کہ نہ مانا چاہئی قیاس حدیث اور اثر کی ہوتی ہے اجر
مسند ابو حنیفہ مین تھا لیکن یہان سمجھ لینا چاہئی سا تکو جو شعرانی نے حافظ قرنی سی نقل کر کی لکھا ہے
میزان مین مع ابو حنیفہ مین کہ افترا کیا تھا لوگون نی امام پر کہ مقدم کرتی ہین قیاس کو حدیث پر
اور لکھا امام نی کہ مین قیاس نہین کرتا مگر ضرورت پر اور گمان کرتا ہی کہ جب نسبت کیا اس بات کو
امام کیطرف تو ظفر یاب ہوئی اس بات سی تقلید انکی کو عمل کرتی ہین اور سپر جاتی ہین امام کی قیاس اور
چھوڑتی ہین حدیث کو کہ صحیح ہوئی ہی بعد امام کی پس امام اس بات مین معذور ہی اور یہہ مقلد خود
نہین انتہی شاید حدیث مصرات کی جو بخاری مین ہے حافظ قرنی اور شعرانی کی نزدیک بعد وفات
امام کی صحیح ہوئی ہی اور مروی ہی ابوہریرہ سی اور ابن مسعود سی اور یہہ توجیہ کہ اگر صحابی
غیر مجتہد ہی تو اوسکی حدیث پر قیاس مقدم ہی امام سی ثابت نہین کہ یہان ابن مسعود کو کیونکر صحابی
غیر مجتہد کہین گی اور ٹوٹنا وضو کا قہقہہ سی نماز مین کیسی حدیث سی ثابت کرتی ہین کہ امام شافعی مرسل
معتبر نہین رکھتی چنانچہ لکھا ہی تخریج ہدایہ مین اور یار معبد خزاعی ہی کہ ابن مندہ اور ابو نعیم نی اسکو
صحابہ مین کہا ہے لیکن فقہا اور محدثین مین مشہور نہین اور مانا تقیہ بر امدلس اور ضعیف ہی جیسا کہ ابن حجر نی
اصابہ مین لکھا ہی کہ یہہ مفتی بہ ابو حنیفہ کا ہی پس جو اس قسم کی حدیث پر قیاس مقدم کری وہ حدیث صحیح
مصراۃ پر کیونکر قیاس مقدم کریگا اور لکھا ہی مختار مین اس قول ات پر کہ جمع کری دو نمازین
فرض کہ نہین منافاتیہ تقلید کا ضرورۃ کیوقت چنانچہ اسی کی موافق فتوی یا علمائی حرمین نے حج کا حنفیون کو
اور اوس سی معلوم ہوا کہ حرمین مین اوسکو حرام اور فسق نہین جانتی کہ ضرورۃ کی لیی حنفی بعض مسائل
مین شافعی کی موافق عمل کری جیسی یہان کچھ خند حرام کو بہکاتی مین کہ حد مارنی چاہیی اور اسی طرح

کو استحاضہ مین سآمرک بامرین ایہما فعلت اجزأ عنک الاخر یعنی دو حکم کرتا ہون مین تجھکو
جونسا کری توکافی ہے یعنی ہر مہینہ مین چھ سات دن حیض کی اٹکل سے چھوڑکر نہالی اور روزہ
اور نماز کر یا ہمیشہ نہا اور جمع کر نمازون مین روای ابوداود اور ترمذی کی پس کرنیوالی کو اختیار
ہی کہ ایکدفعہ وہ کرے اور ایکدفعہ یہ اور شبہہ ترجیح بلا مرجح کا اوپر نہین لازم آتا کہ مقتضی ہو وقت بسبب
سہولت وغیرہ ترجیح دے ایک کا دوسری پر اور اسیطرح جب کرتی ہون حضرت دو کام کبھی یہ کبھی وہ
اور نہ ثابت ہو منسوخ ہونا ایک کا جیسے کہ مین بخاری مین کہ پوچھا عبداللہ بن ابی قیس نے عائشہ رضی اللہ عنہا
سے حال غسل جنب کا کیا نہاکر سوتی تھے یا سوکر نہاتی تھے کہا عائشہ نی کہ دونو کام کرتے تھے
کبھی نہاکر سوتی تھے کبھی وضو کر کی پھر پوچھا کہ حضرت چپکی پڑھتی تھے یا پکار کر کہا دونون طرح پڑھتی
تھی کبھی چپکی کبھی پکار کر پھر پوچھا وتر بھی پھر کہا اسیطرح کبھی اول شب پڑھتی تھے کبھی آخر
شب پڑھتی اور کہتا گیا وہ شخص ہر دفعہ حضرت عائشہ کے سامہنی کہ شکر ہی خدا کا کہ جسنی وسعت
کی دین مین کہ چاہی کبھی یون کری کبھی یون بلکہ حضرت نی فرمایا ہی ابوبکر اور عمر کو کہ تم دونو
پوچھا کیا چپکی پڑھنی والے نی بھی اور پکار کر پڑھنی والی نے بھی جیسی روایت سے قتادہ سے ابوداود
اور ترمذی مین پس ایا وجود کیہ حضرت ہر دفعہ نہانی کو بہتر جانتی تھے پھر کبھی کرتی تھے کبھی نہین
چنانچہ موجود مین دونو حدیثین صحاح ستہ مین هذا ازکی واطیب واطہر وطاف علی
نسائہ بغسل واحد اور اسیطرح عبداللہ ابن عباس کہتی تھے کہ غسل جمعہ واجب نہین اور کری تو بہتر ہی
کہ یہہ امر مصلحت کا تھا واسطی بوبی عرق کی اوس وقت تک تھی اور اب وہ بات نہین ہی چنانچہ
بیچ بخاری مسلم مین ہا وجودیکہ ابوہریرہ کہتی تھے کہ واجب ہی غسل جمعہ کا مانند غسل جنابت
کی چنانچہ ہی موطا مین اور اسیطرح ہاتھ دھونی کہانی کی وقت موافق حدیث ابوصعو
قبلہ رکہ کی سنت مین اور نہ ہونا بیہی ثابت ہی حضرت سی صحاح ستہ مین اور اسی قاعدہ پر

مسئلہ

بعض روایت سی صحابہ سی اور پہر عمل اوسکی برخلاف ہی جیسی کہ حدیث عایشہ کی نکاح کی بابمین
لازم ہوی ولیمین ودی ہی اور پہر نکاح کر دیا اپنی بہائی عبد الرحمن کی بیٹی اور وہ غایب
تہی اور حدیث ابن عمر کی رفع یدین نقل ہی اور پہر مجاہد کہتی ہین کہ مین دس برس ابن عمر کی
ساتہہ رہا اور رفع یدین کرتے نہین دیکہا سوای تکبیر افتتاح کی اور اسی قاعدہ کی موافق
لکہا ہی نعوی نی منتقع شرح التنابہ باالفتح بالصلوۃ مین پیچہے بیان کرنی انی وجہت وجہی
وسبحانک اللہم کی کہ مروی مین اور ذکر ہی ہے انکہ پس یہ اختلاف مباح کی قسم سی ہی جیسی کہ
نماز شروع کی جایز ہی اور اسی قاعدہ پر لکہا ہی علامہ عصر عبد الحق محدث دہلوی نی کہ رفع
اور عدم رفع دونو سنت مین اور اسی قاعدہ پر بنا کی مولوی اسمعیل نی تنویر العینین مین
رفع یدین کے جیسی سر مشد انا اور بال رکہنی دونو سنت مین کہ دونو کی حضرت نی عمل کیا علی سبیل التنا
وعلی سبیل الترک پس اسی قسم پر اختلاف فقہا مین عمل کرنیوالیکو جایز ہی کہ جو چاہی عمل کرے
اور سند مانگنی والی اسکی دیکہہ لین فعل رسول اللہ اور صحابہ اور اقوال علما کی کہ بیان ہوے
اور شبہہ ترجیح بلا مرجح کا اور اجتماع نقیضین سی بہرا ہی کہ اجتماع نقیضین خارج مین خود
نہین ہوا اور تصور مین منع نہین جیسی کہ سلم اور قاضی مین لکہا ہی اور تصدیق مین یہہ
جمع نہین کرتا اسلئی کہ اذعان اور یقین کسیکی بات کا نہین اسکو بلکہ احتمال ہی سب کی خطا
اور صواب کا پس اذعان سیچ اور جہوٹہ مین کسیطرف نہین جو لازم آوی اجتماع نقیضین بلکہ
ان اختلاف فقہا کو شامل حکم اس آیت کی کہ اطعام عشرۃ مساکین من اوسط ما تطعمون اہلیکم او
کسوتہم اوتحریر رقبۃ یا موافق حدیث حسنہ کی کہ دو مین جو بنا کرے کافی ہے جانتا ہی اور یہی معنی
ہین حق ہونی چارون مذہب کی اور رحمت کرنیوالی اختلاف علما کی دلالۃ کیا فرق ہی مجتہدین
اور خوارج مین اور روافض سی کہ جیسی انکی طرف رجوع منع ہے انکی طرف بہی منع ہوی اور

کئے ہوں وسپر عمل کرے پس عمل کرنیوالی مذہب اربعہ پر اسطرح کہ جسکی جو بات کتاب و سنت
سی موافق دیکھے مان لے اور ہمیشہ رہا ہی پر اور خطا مجتہد سی محال نہین جانتا موافق قول
شعرانی کے مبرا ہی سب مجتہدوں سی اور اسیطرح ایک حنفی کہ جب ثابت ہوا اوسکو کہ بعض مسائل
مین حق شافعی کیطرف ہی اسیطرح ہی تو اوسپر عمل کری جیسی مشہور ہی فتوا
شاہ عبدالعزیز کا کہ حنفی دفعہ جرح اور احتیاط اور حسن ظن کی صورتمین عمل کرے شافعی
کے موافق کرنا تقلید کی حسن ظن پری جسکی ساتہہ ہو جیسی الحمد پیچہی امام کے یا آمین بالجہر یا
رفع یدین چنانچہ منع الحمد مین کوئی حدیث صحیح منقول نہین اور صحاح ستہ مین اسکی منع
کا ذکر بہی نہین ہے حدیث مین اور شاہ عبدالعزیز ترجیح دیتی تہی پڑہنے کو اور امام محمد سی
سی بہی منقول ہے اور اسیطرح آمین مین صحاح ستہ مین کوئی حدیث جہپکی کی نہین ہے اور اسیطرح
رفع الیدین بڑی بڑے حنفی لکہتی ہین کہ سنت ہین جیسی ثناء اللہ مالابد مین اور شیخ عبدالحق
سفر السعادۃ مین کہتی ہین کہ رفع اور عدم رفع دونو سنت ہین اور درمختار مین ہے کہ اگر رفع یدین
کرے تو مضایقہ نہین اور مولوی عبدالعلی نی لکہا ہی لا باس برفع الیدین فی الرکوع اور
یہی طریقہ ہی محققین کا چنانچہ لکہا ہی شرح السنہ مین محی السنہ بغوی نی کہ مین نیچ اکثر علمہ
تمام اور اس حیز مین کہ لکہا ہی مقلد ہوں مگر تہوڑی جگہہ کہ ہاتہہ لگی ہے میری دلیل تاویل
کلام مجمل یا ایضاح مشکل یا ترجیح دینی کی ایک قول سی دوسرے پر اور جب ثابت ہو کہ حق شافعی
یا مالک کی طرف ہی تو رجوع کری اونکی طرف مذہب مین اور نہ سنی انکی جو کہتی ہین کہ تعزیر کرنی
چاہیی عامی کو اور اگر عالم ہی تو فاسق اور مبتدع ہوا اسلئی کہ بہت اکابر علما نی رجوع
کی ہی اور اونکی بات اتبک سند ہی اور اونکی بزرگی مین کسیکو انکار نہین اور نہ کسی نے اونہین
تعزیر اور عتاب کیا جسکا جی چاہی تو تاریخ یافعی یا وفیات الاعیان مین یا طبقات حنفیہ

یا شافعیہ یا تاریخ مصر سیوطی کی دیکھے تو بعث دین خاتم المرسلین اور روے بزرگان دین سے
آگاہ ہو ایک ان میں سے عبد العزیز مقلاص الخزاعی ہیں کہ ابن یونس نے تاریخ مصر میں کہا ہے کہ تھے اکابر
مالکیہ سے جب شافعی آئے مصر میں تو لازم پکڑا مذہب اونکا اور فقہ پڑھی اونکی مذہب پر اور ابو ثور ابراہیم بن
خالد البغدادی تھے حنفی جب آئے شافعی بغداد میں اتباع کیا اونکا بیان کیا یہہ اسنوی نے
طبقات میں محمد بن عبد اللہ تھے مالکی پس جب آئے شافعی مصر میں انتقال کیا اونکی مذہب میں پس جب وفات
پائی شافعی نے اور خلیفہ کیا بویطی کو پھر ہو گئے مالکی ابو جعفر الترمذی تھے سردار شافعی ان کی عراق
میں پہلے حنفی پھر حج کیا اور فقہ پڑھی ربیع وغیرہ شافعیوں کنے پس ہو گئے شافعی اور وفات پائی سن
الگیسو بچانوے میں ابو جعفر طحاوی تھے شافعی پہ فقہ پڑھی ابن مامون مزنی کنے پھر ہو گئے حنفی
خطیب بغدادی حافظ ابو بکر تھے حنبلی پھر ہو گئے شافعی بیان کیا یہہ ابن کثیر نے اپنی تاریخ میں ابن
فارس صاحب المجمل اللغہ میں تھے شافعی پھر ہو گئے مالکی سیف الدین اصولی آمدی مشہور تھے حنبلی پھر رجوع
کی شافعی کی طرف نجم الدین احمد مقدسی تھے حنبلی پھر فقہ پڑھی شیخ موفق الدین کنے اور تحصیل علم کی مدرسہ
ابی عصرون میں پھر ہو گئے شافعی اور اونکی تصنیفیں میں بہت مفید اور وفات پائی سنہ ۶۳۳ چھ سو تینتیس میں
اور اگر کوئی منصف دیکھے تو فقہ میں دلیلیں اپنی اور مخالف کی اکثر بیان کرتے ہیں اسلئے کہ مسئلہ کو دلیل سے
مطابق کرکے جو موافق دلیل کے ہو وہی قبول کیجیے والا نہ فقط قول امام کا لکھتے اور اسیطرح چند روز
میں امام سے نقل کرتے ہیں اسلئے حجتہ البالغہ میں لکھا ہے شاہ ولی اللہ نے پس جب فرض نہ ثابت ہو شارع سے
اور نہ ثابت ہو مستحب یا سنت روایت سے ہونا ایک چیز کا پس کرنیوالے اختیار کریں یا کریں جائے ہیں امام نہیں
یا شارع سے علی سبیل الاختیار دو میں حکم ایک خاص صورت میں ہوں جیسے کفارہ قسم میں دس
مسکین کھلانا یا کپڑا دینا یا غلام آزاد کرنا اور کفارہ سر منڈوانے میں بیچ حج کے یا بچھڑا سے ففدیہ
من صیام او صدقۃ او نسک یعنے فدیہ دے روزہ یا صدقہ یا قربانی سے جیسے فرمایا ہے من حج

ہدایہ اور بحر الرائق اور غایت البیان اور در مختار مین ہے کہ جب پہونچی یہہ حدیث کہ روزہ توڑتی ہی
غیبت اور فطار کیا سینگی لگانے والے نی اور جسنی سینگی لگائی اور وہ نہین جانتا منسوخ ہونا اول
پھر عمداً توڑا حدیث پر روزہ کہولا تو کفارہ نہین ہے پر ابو حنیفہ اور محمد کے نزدیک کہ ظاہر حدیث
پر چلنا واجب ہی اور کلام رسول کا درجے مین کم نہین مفتی کے کہنے سی امام اعظم کی غایت البیان اور
بحر الرائق مین ہی اور امام محمد کی یہہ رائی جاری رہنی مین تکبیرات عیدین کی گنتی کا حال گذر چکا اور لکھا
محقق ابن ہمام نے کہ اکابر احنفیہ سی ہی فتح القدیر مین آگاہ ہو یہہ کہ تحقیق جانی تو پس کہے
کہ یہہ کیا ہی نبی نی اور مین نہین کرتا پس کافر ہوا اس وقت مین اور لکھا ہی بحر الرائق مین کہ
ظاہر حدیث پر واجب ہی عمل کرنا اور کہا محی الدین ابن عربی نی فتوحات مکی مین نہین جائز چہوڑنا آیت
اور خبر صحیح کا بسبب کہنے کسی پیر یا امام کی اور جسنی کیا اسطرح پر پس گمراہ ہوا گمراہ کرنا اور اسطرح
ملا علی قاری محدث حنفی نی اپنی رسالہ اثبات اشارہ سبابہ مین اسی قول کو کہ محقق ابن ہمام نے
کہا ہی پسند کیا اور شاہ ولی اللہ محدث حنفی دہلوی نی اپنی رسالہ عقد الجید مین اور انصاف فی
بیان الاختلاف اور مصفا شرح فارسی موطا اور حجۃ اللہ البالغہ مین اسکو مختار لکھا ہی اور
مولانا عبد العلی صاحب اپنی شرح مسلم الثبوت مین یہی راہ چلی مین اور لکھا ہی کہ واجب نہین ایک
مذہب پر سدا رہنا اور صحیح ہی ایک مذہب سی دوسری مذہب پر چلنا اور یہی بات حق ہی لا لوگ ان
کی اگر کہیل کرتی کہ کہیل حرام ہی مذہب مین سوا دین مین اور آج ان دنون مین ہندوستان کا
وہ جتہا کہ منکر انکی علم و فضل۔ کا شمار اہل علم سی باہر ہی اور اسی قاعدہ پر شاہ ولی اللہ نی
مصفا مین نقض وضو مین قول حسن بصری کا پسند کیا کہ نقض وضو خاص ہی خروج من السبیلین اور
سونی سے تکیہ لگا کر اور دوسری بزرگوار ارکان اربع مین قائل مین نہ ٹوٹنی وضو کی سونی کی
نہکی وال جاگتی مین اور لکھا کہ یہہ خاصہ جناب پیغمبر کا نہ تھا بلکہ داخل ہین اس حکم مین شیخ عبد

اور محی الدین عربی بہی باوجودیکہ کہتی تہی چار اماموں سی ان دونون مسئلون مین کوئی حدیث منقول
نہین اور مرزا حسن علی محدث کہ شاگرد اور مرید مجاز البیعت حضرت شاہ عبد العزیز کی مین بہی آہستی
تہی اور پہر رفع یدین کیا کرتے تہے اور کوئی انکی بزرگی مین گفتگو نہین کرتا نہ کبہی شاہ صاحب نی
نصیحت کی خواہ انتقال مذہب سی تہا خواہ بعض مین حنفی اور بعض مین شافعی اور مولوی شاہ اسحق نے اپنے
ہان اور اورونکو بہی ہمیشہ دایرہ بجانی کی اجازت شادیون مین دیتی تہی موافق حدیث کی اور [illegible]
ہمیشہ کرتے تہے اور آجتک کوئی روایت قوی نہ ضعیف امام اعظم یا محمد یا ابو یوسف یا زفر سی اس باب مین منقول
نہین اور امام محمد کو بہی امامی کہا باوجودیکہ ایک روایت پڑہنی کے امام محمد سی منقول ہی حرام کہتی مین اور ایک
بزرگوار حنفی نے رام پور مین فتوی دیا کہ بہت لونڈیان طوایف جب اپنی مالکون سی نکاح جاتی مین تو مالک پر کتابت واجب
ہی اس آیت سی دکاتبوہم ان علمتم فیہم خیرا اور روایت صحیح بخاری کی حجت پکڑی اور امر کو
وجوب کہا باوجودیکہ ہدایہ مین یہہ امر اجماعا استحبابا کا لکہا ہی اور قدر مال کتابت بہی مقرر کر دی جو
آج تک کسی امام سی نہوئی تہی اور کسی نی تو مین نکیا غرض جو کوئی جہان سا کہتا ہے خواہ راجون یا مشہور دون
اور نوابونکی ہان یا چند مرید اور شاگرد رکہتا ہے جو منع کہی منع ہے اور واجب کری واجب نہ قرآن نہ حدیث
اوسکی مقابل ہے نہ قول صحابہ اور مجتہدین اور اگر اس قسم کی چند آدمی غیر محتاط امرد پرست مشہور ہوتی ہان
حسنات اہل مردم خور کہ داڑہی مونچہ اور جبہ اور خرقہ انکو وضع خاص پر رکہتی ہین تو جس مسئلہ پر اتفاق کرین
اجماعی ہوتا ہی پس جسکو پیروی شریعت منظور ہو تو چاہی کہ فتوی کسی سی پوچہی کہ اگر فاسق متعلق مین
اور جیسی شرائط مجتہد کی نہین پای جاتین ویسا ہی شرائط مفتی ہونیکی بہی کسی مین موجود
نہین پس ضرورت ہو تو قسم دیکر پوچہی کہ صحیح نقل کتاب یا سنت یا اجماع سی بیان کرین اور
اگر عربی سمجہہ سکتا ہی تو خود باعانت شروح قرآن اور حدیثیں اور اجماع کو دیکہکر اوسپر عمل
کری اور قیاسی مسئلون مین جسکی دلیل کتاب سنت سی خوب موافق ہو اور اگر مجتہدین او طرف

لکھا ہے شہب معروفہ مین محمد ابن حنفی کی ہے کہ ایک فرقہ ہی رافضیون کا اونکا مذہب یہہ ہی کہ تمسک
کرے حدیث سی کوئی سوا مجتہد کی اور یہہ فرقہ مہدیہ بھی روافض کا پہر اونکی رو کو جہوڑے اور
وغیرہ سی ابو یوسف کی کلام سی معنی حامی کے یہہ لکھے کہ نہ جانتی ہو اور نہ تاویل کو جانتے ناسخ منسوخ اسکی
کوئی امام اعظم اور امام محمد کے نزدیک عمل حدیث پر جائز ہی ابو یوسف کی نزدیک جائز نہین
مگر جب کسی حدیث جاننی والے سی یا کسی مشہور کتاب مثل بخاری اور مسلم اور مشکوٰۃ اور ترمذی مین دیکھے
تو عامی کو بہی عمل کر نہین کیا ڈرسی پس معلوم ہوا کہ منع کرنیوالے عمل کے حدیث پر حقیقت مین
رافضی مین چھپی ہوئی کہ تقلید کیا ہی پھر واجب کرنیوالی تقلید معین کے کہ سلف سی آجتک کسی نی
واجب نہین کہا اگر نہ لا سکین دلیل ظاہر قرآن اور حدیث اور اقوال مجتہدین سی جنکی مقلد مین یا اجماع
سی یہہ بیان سند اور عزیمت یا رخصت کی اور نہ بیان کرین کہ یہہ جلیلہ علما کہ جو اسطرح کرتے رہے
ابو یوسف اور شافعی کیوقت سی شاہ ولی اللہ کی زمانہ تک آیا یہہ مستحق اور ناجی مین یا فاسق مین اور
ہاری تو بیشک جہوٹی ہین اپنے دعوی مین اور کہنا ماننی والے اونکی داخل اس آیت مین یقولون
یا لیتنا اطعنا اللہ واطعنا الرسولا وقالوا ربنا انا اطعنا یعنی کہینگے کاش کہ ہم تابعداری کرتی اللہ اور
رسول اوسکی کی اور کہینگے ای رب ہم تابعداری کی اپنے سردارون اور بزرگون کی
پس بہکا دیا انہون نی ہمکو کہ واجب اور فرض کر دیا ہمپر وہ کہ نہ واجب کیا تہا خدا اور رسول نے
اور نہ واجب کیا تہا کسی مجتہد نی اور جو لوگ امام کی بات نماننے والون کو بسبب اسکی کہ جانتے
ہین حق دوسری طرف یا صحیح حدیث کا خلاف سمجھتی ہین کہ یہہ امام سی پھرے ہوئی ہین
اور یہہ حدیث صحیح کو مقابل امام کے نہین مانتے تو یہہ پھرے ہوئی ہین رسول سی کہ کلام
رسول کا جسکے شان مین خدا نی فرمایا ہی وما ینطق عن الہوی الا وحی یوحی ومن یعص اللہ
ورسولہ فقد ضل ضلالا بعیدا چہوڑتی ہین اور محتمل خطا پر عمل کرتے ہین اور اگر خطا مجتہد سی منع کہین ہی

تو متبع ہی ہیں خدا اپنا وہیں کہی اور جو لوگ عمل کی ہوتی اتباع کرتی ہیں ظن کا یعنی آیت
محکم والوالدات یرضعن اولادهن حولین کاملین لمن اراد ان یتم الرضاعۃ وحملتہ امہ وھنا علی وھن وفصالہ فی عامین
اور حدیث صحیح غیر ماول صریح کی موجود ہوتی عمل کرتی ہیں قیاس پر ماول آیتوں پر کہ
جنمیں احتمال خطا کا ہی سلئے کہ مسلہ ہی اصول فقہ کا کہ قیاس اور آیت ماول تو محتمل خطا
ہیں اور آیت محکم اور حدیث صحیح یہہ علم اور یقین ہی تو داخل ہیں اس آیت میں ما لہم بہ
من علم ان یتبعون الا الظن وان ہم الا یخرصون یعنی نہیں انکو علم اسکا نہیں پیروی کرتی مگر گمان کی
اور نہیں ہیں مگر اٹکل کرنیوالی وان الظن لا یغنی من الحق شیئا اور نہیں بخشتا یقین سی ذرا بھی اور امام
اسباب میں معذور ہیں کہ جنکی صحیح الحدیث دلالت کو اولی نہ مانتی والی بعد وضوح صحت
کی ظاہر میں خدا اور رسول اور امام کے کہنی سی جیسی اہل کتاب کہ موافق کہنی حضرت عیسی
اور خبر کتابوں آسمانی کی ہمیشہ کہتی ہی کہ نبی آخر الزمان برحق ہی اور بعد ظاہر ہونے کی نمانا
اور لگی وہ خبریں چھپانی اور تاویل کرنے اور سبب نہ ماننی مصداق حکم کی فرمان اور بے ایمان
ہوئی پس اسطرح بعینہ بعضی مقلد ہیں کہ یہہ امام کی قول ہی جانتی ہیں اور حکم خدا اور
رسول بھی معلوم ہی اور خطا محال بھی نہیں سمجھتی اور پھر ناحق مسلمانوں کو ضال اور
مضل بھی کہتی ہیں اور حقیقت میں مصداق اس ضلالت کی آپ ہیں مثل اہل کتاب کی اور
مثال اسکی ایسی ہے کہ ایک شخص اپنی لڑکوں کو ہمیشہ کہتا رہا کہ بھی بیماری کی حالت میں
جو طبیب کہی وہ کرنا چاہئی لیکن بعض وقت بخار میں کسی مصلحت کے طبیب لگر گوشت کہلاتا رہا پھر
جب یہہ طبیب گیا تو اسنی اس گوشت سی منع کیا پس سعادتمندی اونکی اور بچانا اپنی
نفس کا اور خوشی باپ کی اسمیں ہی کہ گوشت نکھاوی اور یہہ عین طاعت کی ہے باپ کی اور
اگر اسنی کہا میرا باپ گوشت کہلاتا تھا اور وہ بڑا خیر خواہ تھا میرا اور یہی چلانی مزہ

کی اور نہ کھانا طبیب کا تو بس سنی ہلاک کیا اپنی نفس کو اور نافرمانی کی طبیب کی اور باپ کی اور غصہ لایا باپ کو بھی کہ خوشی باپ کی عین اطاعت طبیب کی تھی وعلی ھذا ختم الکلام والھدایۃ امر من لدیہ وکلشی یعود الیہ واللہ یھدی من یشاء الی سبیل الرشاد فقط

تمت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جز خدا کون ہی ہمارا داد
جز خدا کی کہین پناہ نہین
عکس معمول مذہب ابو ی
اور سینی پہ ہاتھ دہرتی مین
اور اسی نوع کی بہت ہین کام
اور نہ احناف کی لڑائی کو
کوئی کہتا کہ مین ہون لامذہب
بغض رکھتی مین انکی ناموں سے
تھی جو ارب شک وہ چارون امام
اور استاد نیک نام انکے
راہ حق کی تمام داعی تھی
ایک سی ایک افضل و بی عیب

اس سوا کس سی ہم کرین فریاد
فقر یون سی ہم بہت ہین تنگ
بو جھکر خاص سنت نبوی
اور آمین جہر کہتی تمام
کسکو کسکو بتا ہین لیکر نام
کوئی کہتا بقصد عناد دلی
کچھ نہین انکا دین اور مذہب
ہمکو انسی نہ کچھ عداوت ہی
حامی دین ہادی اسلام
شمع دین محمدی تھی وہ
سنت مصطفی کی ساعی تھی
اجتہاد انکی مین وہ سب مغفور

غیر صبر و شکیب راہ نہین
ہمکو انسی نہین ہی علاقہ جنگ
ہم جو رفع الیدین کرتے ہین
اور الحمد پڑہتی خلف امام
نہ شوافع کی کچھ برائی کو
ہمکو نہ مالکی اور معتزلی
اور منکر ہیں مین اماموں سے
نہ کسی نوع کی بغاوت ہی
اور شاگرد بھی تمام انکے
وارث علم احمدی تھی وہ
ہین ہادی وہ پیشوا لاریب
مین خطا و صواب پر ماجور

اوسیہ ہو رحمت خدائے صمد
میں نکالی انہوں نے کر کے خیال
داخل سنت رسول میں وہ
نفس شیطان کی محض تقلید سے
دین حق سے نہیں غرض انکو
پیران نے یہ ہو مبارک
وائے اسیر ہے جو سفینہ دنی
میں فلاطونسے بڑہ کے دور اندیش
ایک رہ پایا کہیں جو باتے میں
تو سراسر بڑیچ ہمیں ٹوٹا
کوئی کہدے کہ مسئلہ یہ ٹہیک
لین و من مان لیں ہو شادان
اور کہیں ہم نہ مجتہد نہ امام
ہے کفایت امام کی گفتار
ہو فوقی سے انہے یہ گندے
یہ اسیران ربقہ تقلید
ایسی تقلید سے وہ تھی بیزار
شیفتہ جیسے میں یہ سودا ہے

روز و شب صبح و شام تا ابد
کسی آیت سے یا خبر سے فقط
جان و دل سے ہمیں قبول منظور
رہتی ہر وقت یہہ زبان کا ان
عیب جوئی کا ہے مرض انکو
نام تحقیق سے ہے عار ان کو
کرتے فعل نبی پہ طعنہ زنی
حسن ظن سے بغیر تحقیقات
وہم سے جا بجا دکہاتے ہیں
دینکی تحقیق میں مگر بالکل
ہے تمہارے امام کی نزدیک
عکس اسکی جو ہو حدیث نبی
ہمکو قول رسول سے کیا کام
یہ ہے دین انکا اور یہہ اسلام
تنگی میں امام کے بندے
سنتے ایسے امام جو باتیں
رکھتے تھے ایسے غالیونسے عار
نفس و شیطان کی دام میں لوگ

جو مسائل باجتہاد کمال
یا صحابہ کی وہ اثر سے فقط
پہر خفا ہمسے کیوں ہیں یہہ کیدے
لے ایذائے جملہ دینداران
طعن و تشنیع کرتے یہ ناپاک
صرف تقلید سے ہے کار انکو
کار دنیا یہہ تعصب کیش
مانتے میں نہیں کسیکی بات
کہ مبادا کہیں یہہ ہو کہوٹا
ہوئی انکی چراغ عقل کی گل
پہر نہ بوجہیں کسی سے یہ نادان
چہوڑ دیں اسکو یہ سفیہ و غبی
ہم مقلد ہیں ہمکو بے انکار
یہ عقیدہ ہے انکا اور یہ کلام
ایسے ہیں بے شعور بے فہمید
مارتے انکو جوتی اور لاتیں
کتنے تقلید ایسے مبتلائے
آگئے میں ہیں سبکا ہی یہ روگ

قال ابو حنیفة رحمه الله اترکوا قولی بخبر الرسول صلی الله علیه وسلم وبخبر الصحابة کذا فی روضة العلماء

تھو وہ یہ فرماتی ہین امام ہدا
یا کہ قول صحابہ مقبول
یا ہو میرا سخن ضد اخبار

بو حنیفہ ہو راضی اُنسی خدا
وہان میری کلام کو یکبار
مار دو دیوار پر اسی بے عار

کہ ہو وارد جہان حدیث رسول
چھوڑ دو تم بلا تعصب و عار

نقل عن ابی حنیفة رح قال اذا صح الحدیث فھو مذھبی ۃ

جب حدیث صحیح خیر ورا

پاؤ تم پھر کرو نہ چون وچرا
پھر نہ میری کلام کو مانو

خاص مذہب مرا وہی جانو

قال ابو حنیفة رح لیس لاحد ان یعمل باقوالنا ما لم یعلم من این قلنا ۃ

اور کسی کے لئے نہین یہ حلال
کہ کہان سی کہی ہی مین نی بات
آفرین اُس امام پر دائم
کہہ دیا سب سی غیر لاف گزاف
اسمین کیا وجہ ہے غبی و بلید
ہم مین ہیں وہ ہماری امام
پاتی جب ہم کلام خیر انام
کی صحابہ سے تا ائمہ دین
ہی جو اجماع اہل حق کا صریح
بسر و چشم لیتی ہین ہم
ہم سمجھی مین رضی ہو لے
کہ کسی اور اجنبی کے ہین

کہ وہ فتوی دی سکی پر اقوال
یعنی کس آیت و خبر سی کہا
اور اونکی کلام پر دائم
اب یہ ہی راست یا کہ افسانہ
نہین کرتی امام کی تقلید
حنفی اسطرح کے تو ہین ہم لوگ
پہر نہین مانتی کسیکا کلام
ہمسے عکس اسکے ہی نہین ہونا
اور اماموں کا جو قیاس صحیح
جو عقیدہ تھا کر دیا اظہار
ساری عالم سے افضل و اولی
قول و فعل انکا سب بجا ہے

جانی جبتک نہ وہ ستودہ صفات
کس صحابی کی وہ اثر سی کہا
جو عقیدہ تھا آپکا وہ صاف
واجب الامتثال ہی یا نہ
ہی تمسک یہ ہمکو انکا کلام
ہمکو اور انکا سا نہین ہی رنگ
سکے پھر مین ہم اسی آئین
دین و ایمان کا وہی کھونا
دل سے نیک اسکو جانتی ہین ہم
اسمین ہو کوئی شاد یا بیزار
حکم بردار ہم نبی کے ہین
ہمکو ہر امر مین کفایت ہے

دیر کا ہم اُسکے کیا کرین اظہار
بحر کا سا ہی جسقدر وُسعت اسمین
شرق سے غرب تک جہان حباب
اور لولوہ مین شاہوار اُسمین
آب اُسکا زُلال و صافی
اسکی ہی دُنیی ہی مثل مشہور
وہ ہمیشہ اُسی مین رہتے تھے
عقل و انصاف سے جو تھی خالی
سارا عالم ہی فضیا اُس سی
اور مرغابیان بھی ہندہ قطے
کھیلتے مین شکار آ مچھوے
یہ تو ہی اُسکے ایک نہر صغیر
پھر نہ بات ایسی موُنھہ پہ تم لاؤ
بحر سے کیا ہے نہر کو نسبت
بولے یکبار غصے کے مارے
سب ہماری بزرگ اسمین ہوے
جو تو کرتی ہی ہمسے اب ظاہر
بات اُسکی نہ ایک نی مانی
کوئی عاقل نہ تھا نہ دور اندیش

وہ تو ہی ایک قعرِ زخّار
قعر و ساحل کا اُسکے کچھ نہ پتا
ایک موج اُسکی سے ہوا سیراب
اور ہر قسم کے جواہر مین
تشنگان جہان کو ہی کافی
ایک ندی مین تھا بڑا سا گند
فخر سے مکدر کو کہتے تھے
کہ یہی بہا ہو سمندر سے
خلق لیتی سدا ہی آب اس سے
تری بھرتی مین بیحساب و شمار
یک سمندر کی اسمین بھی ماہی
وہ ہی بحر محیط عالمگیر
بیشمار ایسے اسمین مین نالی
ملک سی کیا ہے شہر کو نسبت
کہ تو کیا جانے تجھکو کیا ہی تمیز
اور اسمین جتنی اسمین ہوے
ہم نہ ہرگز سنینگی تیرا قول
ننگے بلکہ دشمن جانے
کرکے بلوا وہ سبکے سب بدبخت

موج اُٹھتی مین بعید از تمیز
اُسکو معلوم ہو جو دیکھے وہ بہا
دُر و مرجان مین آبدار اُسمین
اُنکو سمجھانے مچھو ماہر مین
ایک ندی سب مین جانا محصور
تھے بہت اسمین مینڈکون کی جھنڈ
اُنمین اہل تعصب و غالی
جو کہ چاہ ہوا سبکے اندر سے
رہتی مین قاز و قرقری اسمین
اسمین مین سوس و گوہ اور کچھوے
بولی سنکر کہ مت بکو واہی
اسکو دیکھو تو دنگ ہو جاؤ
اُسکے واقف مین دیکھنے والی
سُنکے ماہی یہ سخن سارے
یہ سمندر نہین تو کیا ہی خبر
اُس سمندر سی وہ نہ تھی ماہر
اپنے کاذب پہ بڑھتی مین لاچار
محض جاہل تھی وہ حماقت کیش
مار کر کھا گئے اُسی یک لخت

نہنے تعصبون کو جو دیکھا
پیرو دین احمدی ہون مین
جو کہ ہوتا ہی مسئلہ درکار
نہین چلتا ہون اپنی فکر سی مین
ہی اسی پر عمل کا میری مدار
انکو لامذہب اور وہابی
بلکہ ہنجا دین دشمن جانے
سود خوار اور مانع زکوٰۃ
مشرک و بدعتی و تعزیہ دار
جانور ذبح بہر غیر خدا
نہین مذہب سے ہوتے مین خارج
جو کرجا مین کرین وہ مین مختار
بوجھکر یار خوش منش انکو
ہو حدیث رسول کا عامل
یا الٰہی تو بوجھہ دے انکو
ڈال آنکھون مین بغضونکی دھول
اس طریق رشیق سی فرزود
سن اکہتر تھے اور بارہ سو

ہی یہی انکی نیت لکھا
ہی جو فرمودۂ خدا اور رسول
امر مین دین کے انکو ہی انکار
کوئی عالم ہو چارون مذہب کا
اس سوا مجکو کچھ نہین درکار
اسکے ہجر متی مین تا مقدور
اُن بچارونکی سب یہ بہتانے
خمر خوار و معتاد زانے
عابدان قبور ناہنجار
تیغ سیدو کے پوجنے والے
وہ عمل اسکے کچھ نہین خارج
کیونکہ وہ تو مین سبی بہائی
نہین کرتے مین سرزنش انکو
جانتی اسکو خارج مذہب
راہ ایمان کی سوجھہ دی انکو
حق سمجھہ سنت و کتاب کا قول
جو کہ ہو جان باطل و مردود
بوجھہ کر اسکو نسخہ نایاب
تمام ہوا

جو مقر ہو محمدی دین مین
جان و دل سی کیا وہ نہین قبول
بوجھ لیتا ہون اہل ذکر سی مین
ہون بلا قید معتقد سب کا
وہین کہنے لگین یہ ہر بابی
لعن اور طعن سی کرین قصور
حیف صد حیف تارکان صلوٰۃ
خائن و مفتری و بہتانے
کرنے والے خلاف راہ ہدا
کرے انکے الٰہی مونہہ کالے
انکا پرسان نہین کوئی زنہار
انکی لازم نہین ہی رسوائے
ہان مگر جو کہ مومن کامل
اور فعل اسکا خارج مذہب
اب مجتہد نہ دی سخنکو طول
ہیچ اسکے خلاف پر لاحول
جب ہوا ختم یہ رسالۂ نو
رکھا نام اسکا تحفۃ الاحباب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اشتہار واجب الاظہار

جب سے ہندوستان مین انگریزونکی عملداری ہوئی اور چھاپہ خانہ رواج پایا اور کتابین حدیث کی صحاح وغیرہ
چھپین اور اعلی سی ادنی تک کو میسر ہوئین یہانتک کہ سو دو سو کی کتاب چار چار پانچ پانچ کو عامہ کو ہاتھ
لگین تب سے اس ملک مین اتباع سنت کا رواج ہوا اس سی پہلی سب عوام اور اکثر خواص کو تمیز نتھی کہ
حلال کس چیز سی ثابت ہوتا ہی اور حرام کس چیز سی - مبلغ علم عوام کا ملاؤنکی فتوی تھی اور منتہای
علم ملاؤنکا منیہ اور قدوری اور اس سی بالاتر ہدایہ اور شرح وقایہ پر اسمین کچھہ بہہ امتیاز نہ تھا کہ فلان
قول صحیح ہے اور فلان ضعیف اور وہ اصلی ہی اور یہہ وضعی محرمات کو ان اقوال کی تقلید سی حلال
جانتی تھی اور حلالون کو حرام - جب یہہ کتابین عام شایع ہوئین اور اونپر علما اپنی علمیت
سی اور عوام بسبب تراجم کے جو ہندی فارسی پنجابی و پشتو وغیرہ مین ہو چکی تھی مطلع ہوئے
تو مبطلین کی قلعی کھلی اور اتباع حدیث جاری ہوا - اکثر بلاد ہندوستان مین ایسی کوئی جگہہ
نہوگی جہان دو چار دس بیس حدیث پر عمل کرنیوالے اور کتاب اللہ و سنت کی دلیل طلب کرنیوالے
نہون - یہہ بات مبتدعین اور مخالفین سنت سید المرسلین کو نہایت شاق گزری اور وہ انکی مٹانیکی
درپی ہوئی کسی نی وعظ کی مجلسون مین لوگونکو بہکانا شروع کیا اور کسی نی تحریر رسایل کے ساتھہ
اغوا پر کمر باندھی منجملہ انکی ایک شخص پنجابی محمد شاہ نامی متوطن نواح اٹک مین نے بسبب قدیم عداوت کے
خاندان شاہ ولی اللہ صاحب مرحوم سے اہل اتباع کے مقابلہ پر کمر باندھی اور ایک رسالہ حرمت عمل بالحدیث
اور وجوب اتباع منیہ اور قنیہ مین تصنیف کیا اور اسکو بڑی چاپلوسی اور خوشامد سی نواب قطب الدین خان صاحب
کے نام نذر کر دیا اور انہین کیطرف سے چھپوایا از انجا کہ ہر فرعونی را موسی مثل مشہور ہی + اور حدیث
لا یزال طایفۃ من امتی منصورین لا یضرہم من خذلہم حتی تقوم الساعۃ بہی کتب صحاح مین مسطور ہی بر طبق اسکی

اتباع کی طرف سے اس کتاب کے جواب مین کتاب معیار الحق تصنیف ہو کر چھپی اور لوگ اسکے مطالعہ سے محمد شاہ کے
جھوٹ اور دہوکون پر مطلع ہو کر اسکے اغوا سے بچے جب تو انکی بہی آنکھہ کہلی اور نواب صاحب بہی بیدار
ہوئے پس معیار کے جواب مین ایک کتاب مسمی [illegible] جسکا مدار کذب پر ہی چھاپی وہ کتاب اگرچہ برائی نام
جواب معیار ہی لیکن درحقیقت دس بیس فقرہ کی سوا کسی بات کی جواب مین نہین نہ معیار کی کسی
بات کو اٹہایا اور نہ اصل تنویر الحق کے مفتریات اور موضوعات کو ثابت کیا لہذا ان حضرات کو فرط حیا اور ندامت
سے خیال آیا کہ مدار سے تو وہ بدنامی نہ موقوف ہوئی یہ اٹہی تو کیونکر اٹہی سوچ بچار کر یہہ تدبیر نکالے
کہ چلو کتاب تنویر کو بدل ڈالین اور مفتریات اور جھوٹ کو اسطور پر نکال ڈالین کہ لوگونکو اسکا تغیر
و تبدل معلوم ہی نہو اور اسمین دو فائدہ سوچی ایک یہہ کہ کتاب طعن سے بچیگی دوسرا یہہ کہ کتاب
معیار از دست سور و طعن ہو گی لوگ کہینگے کہ صاحب معیار ایک بات ناحق تنویر پر جماتا ہی اور
پہر اسپر اعتراض کرتا ہی ؎ چہ خوش بود کہ بر آید بیک کرشمہ دو کار ❊ سچ پوچھو تو یہہ بات
دنیا مین تو انکے مفید مطلب ہے مگر آخرت مین موجب روسیاہی کا ہی اور باعث انکی حشر کا ہی محرفین
مین تفصیل اس اجمال کی یہہ ہی کہ ایک کتاب طویل الذیل مین جو مدار کے رد مین طیار ہو رہی ہے
لکہی جاویگی اس مقام مین اس اعلام اجمالی پر اکتفا کیا گیا ناظرین بانصاف انکی جبہہ و دستار پر
نہ ہو لین اصل تنویر پہلی چہاپہ کو دوسرے چہاپہ سے مقابلہ کر لین اور ساتہہ اسکے معیار الحق
کو بہی ملاحظہ فرماوین تو انکے دروغ بازی اور افترا پردازی پر مطلع ہون اب ہم چند افترا
جو انہون نے تنویر پر باندہے تہے بیان کرتے ہین تا مشتی نمونہ از خروارے ہون پس
سننا چاہئے کہ تنویر کے تین باب تہے پہلے باب مین امام صاحب کے فضائل جو سند صحیح سے
ثابت نہی بیان کئے تہے دوسرے باب مین تقلید کا بیان تہا تیسری مین مسائل فرعیہ
سو پہلے باب کو تو حضرات نے بالکل نکالدیا اور دین و دنیا کی شرم اٹہا کر خطبہ مین رسالہ محرفہ کے

الا استغفار والصدقة فتعمل فو لد الصعقة ذکو رانه حدیث موضوع ابن حجر انتہی کذب دوم یہہ ہے جو اسی صفحہ مین کہا ہے کہ نووی نے تہذیب مین لکھا ہے کہ عبد اللہ بن انیس امام کے وقت مین موجود تھے یہہ کہا کہ عبد اللہ بن انیس سے یہہ حدیث سنی حبک الشی یعمی ویصم اسکا جواب معیار مین صفحہ ۱۵ و ۱۶ مین یون دیا ہے کہ یہہ نووی پر بہتان ہی انکی یہہ نہین کہا بلکہ اسکے کلام سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ عبد اللہ بن انیس نے امام سے کئی سال پہلے وفات پائی چنانچہ تہذیب مین فرماتے ہین قال ابن عبد البر توفی سنہ اربع وسبعین وقیل توفی سنہ اربع وخمسین انتہی کذب سوم یہہ ہے جو اسی صفحہ مین کہا ہے کہ عبد اللہ بن جزء سے کعبہ کے پاس سنہ ۹۶ چھیانوین مین کہ امام صاحب اپنی باپ کے ساتھ حج کو گئی تھی یہہ حدیث سنی عائنة المسلم فریضة علی کل مسلم اور مسند خوارزمی مین ابن جزء سے یہہ حدیث نقل کی ہے من تفقه فی دین الله کفاه همه ورزقه اسکا جواب معیار مین صفحہ ۱۰ و ۱۸ مین یہہ دیا ہے کہ یہہ محض کذب ہے اسلیے کہ عبد اللہ بن جزء نے مصر مین سنہ چھیاسی مین انتقال کیا ہے امام صاحب نے اونکو سنہ ۹۶ چھیانوین مین مکہ مین کیونکر پایا یہہ سال وفات ابن جزء کا تقریب سے نقل کرکے ابن عابدین حنفی کے کتاب رد المحتار اور شیخ ابن طاہر حنفی کی کتاب تذکرہ موضوعات سے عبارتین نقل کی ہین جسکو وہ عبارات دیکھنی منظور ہون وہ معیار کے صفحات ۱۰ و ۱۸ مین ملاحظہ کرے علی ہذا القیاس اور بہت سے کذب اوراق مین ہین مگر بخوف تطویل اور عدم گنجایش کاغذ متصل کتاب کے انہین تقریبات پر اکتفا کیا گیا انصاف والونکے نزدیک بے اعتباری کسیکی جیسے سو کذب سے ہوتی ہے ویسی ہے ایک سے جن صاحبون کو زیادہ جھوٹھہ اور بہتان تنویر پر مطلع ہونا منظور ہو وہ معیار الحق کو ملاحظہ فرماوین ۔ فقط

تمت

العبد

[illegible]